ماہنامہ
دختران اسلام
لاہور
اپریل 2020ء

شبِ برآت اور شبِ قدر

پندرہ شعبان کی رات اللہ رب العزت آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

روزہ اللہ کے قرب کے حصول کا ذریعہ ہے

عورت معاشرہ ساز خاندان کی اساس

ویمن سمٹ 2020ء
پر خصوصی رپورٹ

علامہ اقبالؒ کا تصورِ حیثیت نسواں

نوول وبائی عنصر سے جڑی شدید تنفسی بیماری

کورونا وائرس کی موجودہ قسم پہلی دفعہ سامنے آئی

ماحول اور خود کو صاف ستھرا رکھنے سے اس وباء سے بچا جا سکتا ہے

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام عالمی یوم خواتین پر منعقدہ Women Summit 2020

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام عالمی یوم خواتین پر منعقدہ Women Dignity March

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 27 شمارہ: 4 / شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ / اپریل 2020ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُمِ حبیبہ

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نور اللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، ہادیہ خان، جویریہ سحرش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سمیعہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام —— فوٹوگرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

(کورونا وائرس: بڑی آزمائشیں، بڑے بحران اور بڑے فیصلے)		4

فکرِ شیخ الاسلام

شبِ برأت اور شبِ قدر	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	5
روزہ اللہ کے قرب کے حصول کا ذریعہ ہے	تحریم رفعت	10
علامہ اقبالؒ کا تصورِ حیثیتِ نسواں	ڈاکٹر حلیمہ سعدیہ	14
مقامِ اہلِ بیت اطہارؓ	ڈاکٹر فرخ سہیل	17
غزوہ بدر کے سماجی اثرات	ڈاکٹر ساجد خاکوانی	20
عورت معاشرہ ساز خاندان کی اساس	عائشہ مبشر	24
کورونا وائرس سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟	ویشاء وحید	27
روزہ کے احکام و مسائل	مرتبہ: فریدہ سجاد	29
معمولاتِ رمضان پلان	حافظہ سحر عنبرین	31
گلدستہ: اعتدال، صبر اور علم کی طاقت	مرتبہ: ماریہ عروج	33
World Health Day	Hadia Saqib	36
Declining Culture of book	Jawaria Waheed	40

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرق وسطی، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیل زر کا پتہ: منی آرڈر/ چیک/ ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ. وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا ۢ بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ. اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ.

(التوبۃ،۹: ۱۱۴ تا ۱۱۶)

’’اور ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ (یعنی چچا آزر، جس نے آپ کو پالا تھا) کے لیے دعائے مغفرت کرنا صرف اس وعدہ کی غرض سے تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے، پھر جب ان پر یہ ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہوگئے (اس سے لاتعلق ہوگئے اور پھر کبھی اس کے حق میں دعا نہ کی)۔ اور اللہ کی شان نہیں کہ وہ کسی قوم کو گمراہ کردے اس کے بعد کہ اس نے انہیں ہدایت سے نواز دیا ہو، یہاں تک کہ وہ ان کے لیے وہ چیزیں واضح فرما دے جن سے انہیں پرہیزکرنا چاہیے، بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ بے شک ابراہیم (علیہ السلام) بڑے دردمند (گریہ و زاری کرنے والے اور) نہایت بردبار تھے۔ بے شک اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساری بادشاہی ہے۔ (وہی) جلاتا اور مارتا ہے، اور تمہارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار (جو امرِ الٰہی کے خلاف تمہاری حمایت کر سکے)‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

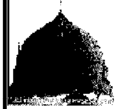

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما في رواية طويلة قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ لَمْ أَكُنْ رَأَيْتُهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا وَقَدْ أُرِيْتُكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي قُبُوْرِكُمْ يُسْأَلُ أَحَدُكُمْ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ؟ وَمَا كُنْتَ تَعْبُدُ؟ فَإِنْ قَالَ: لَا أَدْرِي رَأَيْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ وَيَصْنَعُوْنَ شَيْئًا فَصَنَعْتُهُ قِيْلَ لَهُ: أَجَلْ عَلَى الشَّكِّ عِشْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ هَذَا مَقْعَدُكَ مِنَ النَّارِ وَإِنْ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ قِيْلَ لَهُ: عَلَى الْيَقِيْنِ عِشْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ هَذَا مَقْعَدُكَ مِنَ الْجَنَّةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

’’حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ایک طویل روایت میں بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! کوئی بھی چیز ایسی نہیں جسے میں نے نہ دیکھا ہو لیکن یہ کہ اب میں اسے اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں اور تحقیق مجھے تمہیں اپنی قبروں میں آزمائش میں مبتلا ہوتے دکھایا گیا ہے۔ تم میں سے ہر کسی سے سوال کیا جائے گا: تو (دنیا میں) اس ہستی (یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کے) بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ اور تو (دنیا میں) کس کی عبادت کیا کرتا تھا؟ پھر اگر اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا میں نے جس طرح لوگوں کو (ان کے بارے میں) کہتے سنا میں نے بھی اسی طرح کہہ دیا اور جو کچھ انہیں کرتے ہوئے دیکھا اسی طرح کر دیا تو اس سے کہا جائے گا کہ ہاں تو شک پر زندہ رہا اور اسی پر مرا پس اب یہ رہا تیرا آگ کا ٹھکانہ اور اگر اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اس سے کہا جائے گا کہ تو یقین پر زندہ رہا اور اسی پر مرا لہٰذا تیرا ٹھکانہ یہ جنت ہے۔‘‘

(المنہاج السوی، ص۷۲۰، ۷۲۱)

خواب

کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں
طرب آشنائے خروش ہو، تو نوا ہے محرمِ گوش ہو
وہ سرود کیا کہ چھپا ہوا ہو سکوتِ پردۂ ساز میں
(کلیاتِ اقبال، بانگِ درا، ص:۵۰۰)

تعبیر

کانگریسی اپنے آقاؤں کے نقش قدم پر چلتے ہیں تم کہیں ان کی چالوں میں نہ آجانا مسلمانوں کے لیے یہ موت اور زندگی کا لمحہ ہے اور اگر مسلمانوں میں اتحاد نہ ہوا تو وہ کسی قیمت پر بھی تباہی سے نہیں بچ سکیں گے۔

(مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، 5 فروری 1938ء)

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ نفس کو روندنے اور روح کو تقویت فراہم کرنے کا بہترین موقع ہے۔ رب کائنات روح انسانی کو مضبوط اور نفس انسانی کو روح کے تابع کرنے کے لیے روزہ اور قیام اللیل کی صورت میں اسباب خود عطا فرماتا ہے۔ نفس انسانی ہمہ وقت مختلف حیلوں، بہانوں سے روح انسانی کو احسن تقویم کی بلندیوں سے ''اسفل سافلین'' کی پستیوں میں دھکیلنے کے لیے سرگرداں رہتا ہے۔ نفس کے بے لگام گھوڑے کو قابو لانے کے لیے نفس، اس کی ماہیت، افعال نفس اور ان کے اسباب سے آگاہی لازم ہے تاکہ موثر طور پر ان اسباب پر احاطہ کرتے ہوئے رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں سے بہرہ یاب ہوکر روح انسانی کو نفس پر غالب کیا جاسکے۔

(خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ماہنامہ منہاج القرآن اکتوبر 2004ء، ص:۶)

تکمیل

اداریہ

کورونا وائرس: بڑی آزمائشیں، بڑے بحران، بڑے فیصلے

بڑی آزمائشوں اور بڑے بحرانوں میں قومیں بڑے فیصلوں کے ذریعے سرخرو ہوتی ہیں، ایسا ہی ایک بڑا بحران اور آزمائش کورونا وائرس کی صورت میں ہم اپنی زندگی میں دیکھ رہے ہیں، اس وقت تقریبا 156 ملک ایسے ہیں جن میں کورونا وائرس کے مریضوں کی تشخیص ہو چکی ہے اور اموات بھی ریکارڈ پر آچکی ہیں، جوں جوں حفاظتی اقدامات میں تیزی آرہی ہے کورونا وائرس کے متاثرین کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے، کورونا وائرس کے ضمن میں سماجی تعلقات محدود کرنے اور مصافحہ و معانقہ سے اجتناب کرنے کے حوالے سے جو حفاظتی اقدامات تجویز کیے گئے تھے اس پر کچھ حلقوں نے تنقید کی اور اس کا رخ مذہب اور مسلک کی طرف موڑنے کی کوشش کی اللہ کا شکر ہے کہ اس فتنہ کے سر اٹھانے سے پہلے ہی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے امت کی رہنمائی کی اور وباء کی صورت میں احتیاطی تدابیر کے ضمن میں باہمی، سماجی، اجتماعی تعلقات کو محدود کرنے کو سنت نبوی قرار دیا اور مستند، متفق علیہ احادیث مبارکہ کا حوالہ دے کر ذہنوں میں جگہ پانے والے تشکیک و ابہام کو جڑ سے اکھاڑ ڈالا، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنی خصوصی گفتگو میں بتایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس ثقیف سے مدینہ منورہ ایک وفد اسلام قبول کرنے کی غرض سے آیا آپ نیو فد میں شامل ایک شخص جسے جذام کا مرض لاحق تھا اسے احتیاطی تدبیر کے طور پر دور سے بیعت کیا اور صحابہ سے فرمایا اس سے کہو میں نے اسے بیعت کر لیا اب وہ واپس چلا جائے۔آپ نیہ احتیاط اپنے پاس موجود افراد کی حفاظت کے لئے کی کہ کہیں اس شخص سے انھیں مرض لاحق نہ ہو جائے۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے کسی بھی حکومتی ہدایت جاری ہونے سے بہت پہلے احتیاطی تدابیر کے طور پر اپنے اصلاحی، تعلیمی، تربیتی پروگرام بطور مثال منسوخ کیے، یہ وہ پروگرام تھے جن کی مہینوں تیاری کی گئی تھی، اس میں منہاج ویمن لیگ کے زیراہتمام 18 مارچ سے 22 مارچ 2020ء کے درمیان منعقد ہونے والا الحکمہ کیمپ بھی شامل تھا، اس کیمپ کی 6 ماہ قبل تیاریاں کی گئیں، اس کیمپ میں ملک بھر کی ضلعی عہدیداروں نے شریک ہونا تھا، منہاج القرآن انٹرنیشنل کی مرکزی صدر محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری بطور خاص اس کیمپ میں شرکت کے لیے تشریف بھی لا چکی تھیں، کورونا وائرس کی یک لخت پھوٹنے والی فضاء پر تحریک منہاج منہاج القرآن کی مرکزی ورکنگ کونسل نے فی الفور احتیاطی تدابیر کے طور پر فیصلہ کرتے ہوئے کیمپ موخر کرنے کا اعلان کر دیا جس کی آئندہ تاریخ مشاورت کے ساتھ طے کی جائے گی۔شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جو ہر موقع پر اپنے عہدیداروں، کارکنوں اور ملت اسلامیہ کو بروقت رہنمائی مہیا کرتے ہیں انہوں نے کورونا وائرس سے نمٹنے کیلئے کچھ ہدایات اور نصیحتیں کی ہیں کہ اپنے ماحول کو اور اپنے آپ کو صاف شفاف رکھیں، غیر ضروری سفر اور تقریبات کے انعقاد سے گریز کریں، ہاتھوں کو مسلسل دھوتے رہیں، ہر دفعہ کم از کم 20 سیکنڈ تک اپنے ہاتھوں کو کسی اچھے صابن سے ضرور دھوئیں، غیر ضروری سفر کے ساتھ ساتھ میٹنگز اور سماجی تقریبات سے دور رہیں، وباء سے بچنے کیلئے تدابیر اختیار کرنا سنت نبوی ﷺ ہے۔کورونا وائرس تنفّسی قطروں کے ذریعے منتقل ہوتا ہے، یہ وائرس چھونے سے بھی منتقل ہو جاتا ہے، تقریباً 12 گھنٹے تک زندہ رہتا ہے، فضاء میں اس کی مدت تین سے چار گھنٹوں پر محیط ہوتی ہے، اگرچہ فی الوقت اس وبائی بیماری کیلئے کوئی ویکسین ایجاد نہیں ہوئی تاہم احتیاطی تدابیر اختیار کر کے اس موذی وائرس کے تباہ کن اثرات سے بچا جا سکتا ہے۔نمونیا اور تنفّسی نالی کے انفیکشن سے بچاؤ کیلئے ماحولیاتی حفظان صحت کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔میڈیکل سائنس بھی اس بات پر زور دے رہی ہے کہ پرہجوم مقامات پر زیادہ دیر ٹھہرنے سے گریز کریں، چہرے کو سرجیکل ماسک سے ڈھانپیں اور بالخصوص ہاتھوں کی صفائی کا خاص خیال رکھیں اور کوشش کریں کہ اپنے منہ، ناک یا آنکھوں کو نہ چھوئیں۔

فکرِ شیخ الاسلام

شبِ برأت اور شبِ قدر

پندرہ شعبان کی رات اللہ رب العزت آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے

جو چاہتا ہے اللہ سے ہمکلام ہو وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

اسلامی مہینوں کی ترتیب میں حکمت:

بارہ اسلامی مہینوں میں سے سب سے زیادہ بابرکت مہینہ رمضان المبارک کا ہے لیکن اس سے پچھلا مہینہ یعنی شعبان المعظم بھی بڑا برکتوں والا مہینہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے''۔

مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہوا کہ پہلے رسول اللہ ﷺ کا مہینہ ہے اور پھر اللہ جل مجدہ کا مہینہ اور یہ اس لیے تاکہ نسبت رسول ﷺ سے مومن کا قلب و باطن پاک و صاف اور روشن و منور ہوجائے اور جب اللہ کا مہینہ شروع ہو تو انوار و تجلیات الٰہیہ کا نزول اس پر ہوسکے اور وہ فیوضاتِ الٰہیہ سے حصہ لینے کے قابل ہوسکے۔

قرآنی سورتوں کی ترتیب میں حکمت:

اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اسلامی مہینوں کی طرح قرآنی سورتوں کی ترتیب میں بھی ایک حکمت ہے۔ سورۃ تغابن اور دخان میں بھی ایک تعلق ہے۔ تغابن سے پہلے دخان ہوگا یعنی وقت قیامت آئے گا جن کی طرف تغابن میں اشارہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''اس سے پہلے دخان یعنی دھویں کا دور آئے گا اور وہ اسی طرح ہوگا جس طرح کائنات اور زمین کی ابتدا میں دھویں کا ایک دور تھا''۔

قرآن مجید کی چوالیسویں سورت اور پچیسویں پارہ میں ہے جس کا آغاز حروف مقطعات یعنی حم سے ہوتا ہے۔ حروف مقطعات کے بارے میں یہ بات واضح ہے کہ ان کا حقیقی معنی اور مراد صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو معلوم ہے اور یہ حروف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں اور ان میں غیر کا دخل نہیں جس طرح

درمیان عاشق و معشوق رمز است

محبّ اور محبوب کے درمیان ایک رمز و اشارہ ہے کوئی اپنے علم و عقل، فہم، تدبر و حکمت کی بنا پر اس راز تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ اب اس راز میں سے حصہ پانے کی صورت یہی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ جس کو جتنا چاہیں عطا کردیں اور جس کو چاہیں عطا نہ کریں۔

قرآنی احکام کے درجات:

قرآن مجید کی آیات کے ذریعے جو احکامات دیئے گئے ان کے تین درجات ہیں:

ا۔ آیات محکمات:

احکام قرآن کا ایک درجہ عامۃ الناس اور عام مسلمانوں کے لیے ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ قرآن مجید سے روشنی حاصل کریں اور تعلیمات قرآنی پر عمل کرکے اپنی زندگی کی اصلاح کریں۔ ان آیات کو آیات محکمات کہتے ہیں۔ یہ عوام

کے لیے ہوتی ہیں اور جو چیز عوام کے لیے ہو اس میں خواص بھی شامل ہوتے ہیں کیونکہ خواص میں سے عوام تو خارج ہوتے ہیں مگر عوام میں سے خواص خارج نہیں ہوتے۔ اس لیے یہ آیات عامۃ المسلمین کے لیے حکم کا درجہ رکھتی ہیں۔

۲۔ آیاتِ مشتبہات:

آیات محکمات کے بعد قرآن کی کچھ آیات مشتبہات ہیں۔ یہ وہ آیات ہیں جن کی اصل مراد کو سمجھنے میں مغالطہ لگ سکتا ہے۔ اس لیے ان آیات کے معانی اور حقیقی مراد ومفہوم تک رسائی عوام کا کام نہیں۔ ان کے معانی ومفاہیم تک رسائی صرف خواص کو حاصل ہوتی ہے اور خواص کو قرآن مجید کچھ یوں بیان کرتا ہے:

وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ ۔ (عمران،۳: ۷)

''اورعلم میں کامل پختگی رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے''۔

باقی اہل ایمان کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ فقط اس پر ایمان لائیں بحث نہ کریں۔ جیسے کہ ایک جگہ ارشاد فرمایا:

بَلْ یَدٰہُ مَبْسُوْطَتٰنِ۔ (المائدہ،۵: ۶۴)

''بلکہ اس کے دونوں ہاتھ (جودو سخا کے لیے) کشادہ ہیں''۔

یہ آیت آیات مشتبہات میں سے ہے۔ عوام کو حق نہیں کہ وہ اس پر بحث کریں کہ اللہ کے ہاتھ کیسے ہیں۔ کتنی انگلیاں ہیں۔ اس پر جتنی گفتگو اور سوچ بچار کریں گے اتنا ہی کفر کی طرف جائیں گے چونکہ عام انسانوں میں وہ فہم نہیں رکھا گیا کہ وہ آیات قرآنی کے متشابہات کا بھی ادراک کرسکیں۔ اس لیے اس میں بحث کرنے سے روک دیا۔ قرآن میں اللہ کے چہرے کا ذکر آیا ہے۔ اس طرح احادیث میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہاتھ ڈالے گا، کہیں اللہ پاک کے کرسی پر بیٹھنے کا ذکر آیا ہے۔ یہ سب آیات مشتبہات میں سے ہیں۔ ان پر بحث کرنے کی اجازت عوام کو نہیں۔

ان اللہ خلق آدم علی صورتہ.

''بے شک اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا''۔

یہ حدیث مشتبہات میں سے ہے۔ اب اگر اس پر بحث کریں گے تو انسان کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ بعض لوگ غیراللہ کو سجدہ کرنے کے قائل ہوتے ہیں جو کہ کبھی حرام ہوتا ہے اور کبھی کفر۔ اس کی دلیل مندرجہ بالا حدیث میں ہے کہ جیسا حضرت آدمؑ کو بھی سجدہ کیا گیا تو اب وہی صورت ولی و مرشد میں ہے۔ لہذا ولی اور مرشد کو بھی سجدہ کرنا جائز ہے۔ یہ بات سراسر بے بنیاد ہے لہذا فرمایا کہ متشابہات میں کھوج نہ لگایا کرو کیونکہ یہ صرف خواص کے لیے ہے اور خواص ہونا بڑی مشکل بات ہے۔

چونکہ متشابہات کا علم خواص کو ہے لہذا خواص اگر کوئی اس کا معنی ومفہوم بیان کریں تو ہم اسے روایتاً بیان کرسکتے ہیں۔ استنباط کرنے کا حق ان لوگوں کو ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم میں رسوخ اور کامل دانائی عطا کی ہے۔ ان لوگوں میں عام اولیاء اللہ سے لے کر سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ تک سب شامل ہیں جو کہ خواص ہیں۔ ان میں سے بعض اخص الخواص ہیں مگر یہ سب متشابہات کی دنیا میں رسائی پانے والے ہیں۔

۳۔ حروفِ مقطعات

تیسرے درجے میں حروف مقطعات ہیں جیسے الٓمّٓ، حٰمٓ، یٰسٓ، طٰہٰ۔ ان حروف کے معانی عوام تو درکنار خواص بھی نہیں جانتے، صرف اللہ اور اس کا رسولﷺ جانتے ہیں۔ یہ اللہ اور اس کے محبوب کے درمیان کچھ راز ہیں۔

جیسا کہ ہر فن کے اندر کچھ حروف ہوتے ہیں جنہیں اس فن کا آدمی ہی جانتا ہے دوسرا نہیں جانتا۔ مثلاً کیمسٹری کو ہی لیں اس کے اندر کچھ Symbol ہوتے ہیں مثلاً سوڈیم کے متعلق کہیں گے: NA یہ دونوں حرف ایسے ہیں جو سوڈیم میں ہے ہی نہیں مگر جاننے والا جانتا ہے کہ یہ سوڈیم کے متعلق لکھا ہوا ہے لیکن ناواقف کو معلوم نہیں۔ علم کیمیا میں پوٹاشیم کو K لکھیں گے حالانکہ اس میں K نہیں آتا۔ کیمیا گر جانتا ہے کہ بات پوٹاشیم کی ہورہی ہے جبکہ دوسرا سوچتا رہے گا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ اسی طرح فارمولے بن جاتے ہیں پانی کے لیے H^2o لکھا جائے گا جو اہل کیمیا ہیں وہ جانتے ہیں

اور جو اہل کیمیا نہیں وہ نہیں جانتے۔

اگر کسی مجمع میں دو بڑے گہرے دوست ہیں اور باقی دس پندرہ عمومی دوست ہیں تو ان میں بھی کچھ کلمات کبھی کبھار اشارہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ وہ دو لفظ بول کے اپنا پیغام منتقل کرتے ہیں اور بقایا دس پندرہ لوگ دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ہر محکمے والوں کے اپنے اپنے اشارے ہوتے ہیں۔ جنہیں ان محکمے والوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔

تو گویا دنیا کے ہر نظام کے اندر کچھ چیزیں راز کے طور پر ہوتی ہیں۔ انہیں اپنوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ محبوب کی کچھ باتیں ہر کوئی جانے تو انہیں آیات محکمات میں داخل کردیا۔ کچھ وہ ہیں جنہیں ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین جانیں مگر ابوجہل و ابولہب سمجھ نہ پائیں تو انہیں متشابہات میں داخل کردیا اور جو باتیں محبوب کی مرضی پر چھوڑ نا تھیں کہ جن کو جتنا بتانا چاہے وہ خود ہی بتادے تو وہ باتیں حروف مقطعات سے کردیں اور طٰہٰ، **حٰم، کھٰیٰعص** کہہ دیا اور سارے مضامین بیان کردیئے۔ یہ وہ اسرار و رموز ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں لیکن پھر بھی بعض لوگوں کو اپنے اپنے ظرف اور حال کے مطابق بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے حصہ ملتا ہے۔ انہیں اتنی ہی خبر ہوتی ہے جتنی وہ دیتے ہیں اس سے زائد کی خبر نہیں ہوتی۔ اب وہ خبر رکھنے والے بتاتے ہیں کہ حم میں کئی اشارے ہیں۔ عرفاء کہتے ہیں کہ ح سے مراد حامد ہے یعنی محمد ﷺ، م سے مراد محمود ہے یعنی اللہ جل مجدہ۔

اللہ تعالیٰ ان حروف کے ذریعے اپنے محبوب سے کہہ رہا ہے کہ تیری ذات حمد کرنے والی ہے اور میری ذات محمود ہے، تیرے جیسا حامد کوئی نہیں اور میرے جیسا محمود کوئی نہیں، تجھ پر حامدیت ختم ہے اور مجھ پر محمودیت۔

حم کا ایک اور معنی بھی بیان کیا جاتا ہے۔ یہ حضور ﷺ کے اسماء گرامی میں سے ہے۔ اس معنی کی رو سے یہ پیار کا نام ہے۔ اصل نام تو صرف محمد ﷺ ہی ہے مگر پیار کے کئی نام رکھے ہیں اور جب پیار آتا ہے تو کبھی حم کہہ کر پکارتے ہیں تو کبھی طٰہٰ اور کبھی یٰس کہہ کر پکارتے ہیں۔ حم سے مراد فقط ذات محمد ﷺ ہی ہے۔

پھر اس میں تیسرا معنی بھی بیان کیا گیا ہے۔ ح سے مراد وہ وحی خاص ہے جو شب معراج اللہ نے حضور ﷺ کی طرف بغیر واسطہ جبرائیل امین کے ذریعے فرمائی جیسے:

فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی. (النجم، ۵۳: ۲۰)

’’پس (اُس خاص مقامِ قُرب و وصال پر) اُس (اللہ) نے اپنے عبدِ (محبوب) کی طرف وحی فرمائی جو (بھی) وحی فرمائی‘‘۔

اور م سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ اسی طرح حروف مقطعات کی مختلف شکلیں ہیں جو بعض آئمہ اور اہل معرفت نے قائم کی ہیں۔

کتاب روشن کی قسم:

سورۃ دخان کی اگلی آیت میں قرآن کی قسم کھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کچھ یوں فرماتے ہیں:

وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ. (الدخان، ۴۴: ۲)

’’اس روشن کتاب کی قسم‘‘۔

اسی طرح فرمایا:

وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ. (یسین، ۶۳: ۲،۳)

’’حکمت سے معمور قرآن کی قَسم۔ بے شک آپ ضرور رسولوں میں سے ہیں‘‘۔

سورۃ یسین کی ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسین حضور ﷺ سے مخاطبہ ہے کہ اے میرے حبیب: حکمت والے قرآن کی قسم ہے۔ تو اونچے درجے کے پیغمبروں میں سے ہے۔ آگے سورۃ دخان میں اللہ تعالیٰ نے حم کہہ کر وحی خاص کی قسم کھائی ہے، وجود مصطفیٰ ﷺ کی، محبوب کے حامد اور اپنے محمود ہونے کی قسم کھائی ہے۔ دوسری آیت میں سورۃ یسین کی دوسری آیت میں اس روشن کتاب کی قسم کھائی جو محبوب پر نازل کی۔

برکت والی رات:

روشن کتاب کی قسم کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کتاب کے نزول کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّـآ اَنۡـزَلۡنٰـهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰـرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ .

(الدخان،۴۴: ۳)

''بے شک ہم نے اسے ایک با برکت رات میں اتارا ہے بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں''۔

اگلی آیت میں برکت والی رات کی کچھ تفصیل یوں ہے:

فِيۡهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍ. (الدخان،۴۴: ۴)

''اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے''۔

آیت ظاہر کرتی ہے کہ تمام اہم امور اسی رات میں طے کیے جاتے ہیں۔

مبارک رات کے بارے میں مفسرین کے تین اقوال ہیں:

۱۔ لیلۃ القدر: پہلا قول یہ ہے کہ اس سے مراد لیلۃ القدر ہے جو ماہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں آتی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اس میں قرآن مجید کے نازل ہونے کا ذکر صراحت کے ساتھ آیا ہے جیسے فرمایا:

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ ۔

''رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے''۔ (البقرہ،۲: ۱۸۵)

اور شب قدر کی نسبت سے فرمایا گیا:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ. (القدر، ۹۷:۱)

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا ہے''۔

علماء مندرجہ بالا آیات سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ لیلۃ مبارکۃ سے مراد شب قدر ہی ہے۔ بعض روایات بھی اس کے حق میں ملتی ہیں اور اس اقوال کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ لیلۃ النصف: بعض صحابہ کرام، تابعین اور بزرگان دین فرماتے ہیں کہ لیلۃ مبارکۃ سے مراد پندرہ شعبان کی رات یعنی شب برات ہے۔ اس پر کئی احادیث ہیں۔ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا:

ماہ شعبان کی نصف یعنی پندرہ شعبان کی رات سورج غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوجاتا ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک ساری رات آسمان دنیا سے اپنے بندوں پر ندائیں فرماتا ہے کہ ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا۔۔۔۔ (بیہقی، شعب الایمان،۳، ۳۸۱)

شب قدر اور شب شعبان دونوں کے بارے میں ارشادات ربانی ملتے ہیں۔ اس پر کئی آئمہ اور بزرگان دین نے تطبیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ دونوں اقوال متضاد نہیں۔ ان میں ایک مطابقت ہے اور وہ یہ کہ لیلۃ القدر اور شب برات کے بارے میں جو کچھ فرمایا گیا وہ حق ہے بلکہ شب شعبان نصف کے بارے میں تو یہاں تک فرمایا گیا کہ

اس رات جب اللہ پاک اپنا جلوہ حسن فرماتا ہے تو عرش معلیٰ سے تحت الثریٰ تک ایک ایک ذرہ اللہ کے حسن کے پرتو سے چمکنے لگتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی فرمایا گیا کہ شب نصف شعبان میں مسجدوں میں لوگ اجتماع کرتے ہیں۔ آسمانوں پر ملائکہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ رات بھر اللہ کے بندے زمین پر اللہ کی تسبیح اور ذکر و اذکار کرتے رہتے ہیں اور ساری رات ملائکہ آسمانوں پر تسبیح وتہلیل، استغفار اور اللہ کی عبادت کرتے رہتے ہیں تو کثرت تسبیح کے ساتھ شب برات شب مبارکہ بنتی ہے۔

شب قدر اور شب برات میں پہلی تطبیق:

ان دونوں راتوں کے بارے میں جو الگ الگ حکم آئے اس میں سے اصل مراد کیا ہے اس میں ایک تطبیق ہے کہ دونوں قولوں میں کوئی تضاد نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے اپنے قول سے اس کی تطبیق فرمادی۔ وہ فرماتے ہیں:

تمام امور کا فیصلہ اس ماہ شعبان کی پندرھویں شب کو ہی ہوتا ہے مگر ملائکہ کو ان فیصلوں کی سپردگی لیلۃ القدر میں

ہوتی ہے۔ ایک مہینہ اور دس بارہ دنوں کی مہلت دی جاتی ہے کہ کوئی روئے، گڑ گڑائے اور منت سماجت کرے شب قدر تک انتظار کیا جاتا ہے اور جب وہ رات آتی ہے تو حکم ہوتا ہے کہ ایک مہینہ اور دس دن فیصلہ کے بعد نظر ثانی کے لیے رکھے گئے تھے۔ فلاں فلاں کی اپیل آگئی اور قبول ہوگئی اور فلاں فلاں کی اپیل مسترد ہوگئی اور فلاں فلاں کی اپیل آئی ہی نہیں۔

اب مدبرات امر (ایسے فرشتے جن کے ذمے کام کا کرنا ہوتا ہے) کو سارا کام دیا جاتا ہے۔ وہ پورے سال کا حساب کتاب لے کر اپنی اپنی جگہ چلے جاتے ہیں اور مقررہ وقت پر اس کا نفاذ کرتے چلے جاتے ہیں۔

اب پتہ نہیں کہ اکیسویں رات کو لیلۃ القدر آجائے یا ستائیسویں کو، تو آخری عشرے کو کسی بھی وقت سپردگی ہوسکتی ہے۔

شب قدر اور شب برات میں دوسری تطبیق:

بعض عرفاء کہتے ہیں کہ دوسری تطبیق یہ ہے:

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ. (الدخان،۴۴:۴)

''اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے''۔

وہ کہتے ہیں اس کا آغاز شب برات سے ہوتا ہے اور اس عمل کی تکمیل شب قدر میں ہوتی ہے۔ یعنی ایک مہینہ اور دس بارہ دن یہ عمل جاری رہتا ہے۔ ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور پندرہ شعبان کی رات سے ہمارے امور کے فیصلے اللہ کی بارگاہ میں صادر ہونا شروع ہوتے ہیں اور لیلۃ القدر پر جاکر ختم ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ط اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ. رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ. (الدخان،۴۴: ۵،۶)

''ہماری بارگاہ کے حکم سے، بے شک ہم ہی بھیجنے والے ہیں۔ (یہ) آپ کے رب کی جانب سے رحمت ہے''۔

حٰم سے بات شروع ہوئی تھی اور رحمۃ من ربک پر ختم ہوئی کہ میرے پیارے محمد ﷺ یہ جو تمہیں مہلت دی ہے اور ہر رات آسمان دنیا پر آکر درخواست کر رہا ہوں کہ ہے کوئی درخواست کرنے والا میری بارگاہ میں کہ آج قبولیت کا وقت ہے، ہے کوئی میری منت سماجت کرنے والا مجھ سے مانگو تو سہی فیصلہ ہوگیا تو کیا ہوا بدل بھی تو سکتا ہوں کیونکہ

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ج وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ. (الرعد،۱۳: ۳۹)

''اللہ جس (لکھے ہوئے) کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) ثبت فرما دیتا ہے، اور اسی کے پاس اصل کتاب (لوحِ محفوظ) ہے''۔

۳۔ لیلۃ المعراج: لیلۃ مبارکۃ سے مراد معراج کی رات ہے کہ جس میں دوست دوست سے ملا تھا اور اس پر اس کو مبارکباد دی جارہی ہے۔

خلاصہ کلام:

مذکورہ بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو آدمی اپنی بخشش کروانا چاہتا ہے وہ شب برات سے لے کر شب قدر تک کے عرصے میں کثرت سے عبادت کرے۔ خصوصاً ان راتوں میں جاگیں، تسبیح کریں، روئیں، ذکرو اذکار کریں اور قرآن خوانی بھی کریں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من اراد ان یتکلم مع الله فلیقرء القرآن.

''جو چاہتا ہے کہ اللہ سے گفتگو کرے پس وہ قرآن کی تلاوت کرے''۔

قرآن بڑی عظیم شے ہے جبکہ ہم نے اسے نظر انداز کر دیا ہے۔ اگر امت مسلمہ کامیاب و کامران ہونا چاہتی ہے تو قرآن کو اپنا حرزِ جاں بنالیں۔ ہر روز قرآن کو محبت سے پڑھیں اور شوق سے سنیں۔ تلاوت کریں، ذکر کریں، نوافل پڑھیں، گڑ گڑا کر دعا کریں۔ پھر شب برات سے لے کر ماہ رمضان کے اختتام تک ڈیڑھ مہینہ کے لیے اپنے معمولات بدلیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کریں اور حسن قرات کی محافل منعقد ہونی چاہئیں اور حسن نعت کی محافل بھی منعقد کریں تاکہ باطن عشق رسول ﷺ کے نور سے جگمگا اٹھے۔

☆☆☆☆☆

رمضان رب کا اکرام

روزہ اللہ کے قرب کے حصول کا ذریعہ ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا رمضان المبارک برکتوں والا مہینہ ہے

ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھنے والے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

تحریم رفعت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں پر خاص نوازشات اور انعام و اکرام سے بھرپور اپنا خاص ماہ مقدس رمضان المبارک عطا فرمایا۔ یہی وہ ماہ مقدس ہے جس میں اللہ پاک نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی بس سے مقدس کتاب قرآن مجید نازل فرمایا جو رہتی دنیا تک سرچشمہ ہدایت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ط وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَط یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَo (البقرۃ،۲: ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اُتارا گیا ہے جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں، پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں (کے روزوں) سے گنتی پوری کرے، اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے دشواری نہیں چاہتا، اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کر سکو اور اس لیے کہ اس نے تمہیں جو ہدایت فرمائی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس لیے کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

رمضان المبارک اسلامی مہینوں میں نواں مہینہ ہے۔ قرآن اور حدیث میں اس مہینے کو خاص اہمیت بیان کی گئی ہے۔ رمضان المبارک جہاں مومنوں کیلئے فضل و رحمت سے بھرپور ہے وہیں گناہگاروں کیلئے بخشش و مغفرت کا مژدہ جانفزاں بھی ہے، اس ماہ مقدس میں اللہ پاک اپنے بندوں پر خاص لطف و کرم فرماتے ہوئے شیاطین کو جکڑ دیتا ہے اور اپنی مخلوق کو اپنا قرب عطا کرنے کیلئے انعام کی برسات فرماتا ہے۔اس ماہ مبارک میں عبادات کا اجر و ثواب دیگر مہینوں کے نسبت کئی گنا زیادہ عطا فرماتا ہے۔ اس مہینے کے دن خیر و برکت سے بھرپور اور راتوں کو سونا بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے، اس کی ایک رات (لیلۃ القدر) ایسی آتی ہے جو ہزار راتوں سے افضل و بہتر ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

اے لوگو! تمہاری طرف رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ آ رہا ہے۔ جس میں گناہ معاف ہوتے ہیں۔ یہ مہینہ خدا کے یہاں سارے مہینوں سے افضل و بہتر ہے۔ جس کے دن دوسرے مہینوں کے دنوں سے بہتر، جس کی راتیں دوسرے مہینوں کی راتوں سے بہتر اور جس کی گھڑیاں دوسرے مہینوں کی گھڑیوں سے بہتر ہیں ۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں حق تعالیٰ نے تمہیں اپنی مہمان نوازی میں بلایا ہے اور اس مہینے میں خدا

اس مہینے کے دن خیر و برکت سے بھرپور اور راتوں کو سونا بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے، اس کی ایک رات (لیلۃ القدر) ایسی آتی ہے جو ہزار راتوں سے افضل و بہتر ہے

نے تمہیں بزرگ افراد میں قرار دیا ہے کہ اس میں تمہارا سانس لینا تسبیح اور تمہارا سونا عبادت کا درجہ پاتا ہے۔ اس میں تمہارے اعمال قبول کئے جاتے اور دعائیں منظور کی جاتی ہیں۔

رمضان المبارک کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اس ماہِ مبارک کی اپنی طرف خاص نسبت فرمائی اور مسلمانوں پر روزے فرض فرمائے اوراس کی جزا اور اجر و اکرام کا تعین بھی اپنی رضا پر رکھا ہے یعنی جسے جتنا چاہے گا بے حساب عطا فرمائے گا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا اَجْزِيُ بِهِ.

ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے۔ پس یہ (روزہ) میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

(بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب ھل یقول انی صائم اذا شتم، ۲: ۶۷۳، رقم: ۱۸۰۵)

اللہ پاک نے اپنے بندوں کے لئے عبادات کے جتنے بھی طریقے بتائے ہیں ان میں کوئی نہ کوئی حکمت پائی جاتی ہے۔ نماز اللہ کے وصال کا ذریعہ ہے۔ اس میں بندہ اپنے معبودِ حقیقی سے گفتگو کرتا ہے۔ روزہ بھی اللہ کے قرب کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّإِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(بخاری، الصحیح، کتاب الصلاۃ التراویح، باب فضل لیلۃ القدر، ۲: ۷۰۹، رقم: ۱۹۱۰)

جو شخص بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک کی ایک ایک ساعت اس قدر برکتوں اور سعادتوں کی حامل ہے کہ باقی گیارہ ماہ مل کر بھی اس کی برابری و ہمسری نہیں کر سکتے۔

رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس مبارک مہینے سے ربِ ذوالجلال کا خصوصی تعلق ہے جس کی وجہ سے یہ مبارک مہینہ دوسرے مہینوں سے ممتاز اور جدا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رجب کے آغاز کے ساتھ ہی یہ دعا اکثر فرمایا کرتے تھے۔

عن انس بن مالک قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل رجب قال: اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان.

(مسند احمد بن حنبل، ۱: ۲۵۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جب رجب المرجب کا مہینہ شروع ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان بابرکت بنا دے اور ہمیں رمضان نصیب فرما۔

اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک مہینہ اس لیے عطا فرمایا کہ گیارہ مہینے انسان دنیا کے دھندوں میں مگن رہتا ہے جس کی وجہ سے دلوں میں غفلت و کوتاہی پیدا ہوسکتی ہے، روحانیت اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں کمی واقع ہوجائے تو انسان رمضان المبارک میں اللہ کی عبادت کرکے اس کمی کو دور کرسکتا ہے، دلوں کی غفلت اور زنگ کو ختم کرسکتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرکے زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو جائے۔

عام طور پر دو چیزیں گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث بنتی ہیں۔ ایک نفس کی بڑھتی ہوئی خواہش اور اس کی بڑھتی ہوئی سرکشی، دوسرا شیطان کا مکر وفریب۔ شیطان انسان کا ازل سے دشمن ہے وہ نہ صرف خود بلکہ اپنے چیلوں کی مدد سے دنیا میں ہر انسان کو دینِ حق سے غافل کرنے کی کوششوں

میں مگن رہتا ہے مگر رمضان المبارک کی برکتوں اور فضیلتوں کے برعکس شیطان کو اس ماہ مبارک میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا جبکہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ ایک آواز آتی ہے: اے طالبِ خیر! آگے آ، اے شر کے متلاشی! رک جا اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے اور ماہِ رمضان کی ہر رات یونہی ہوتا رہتا ہے۔

ایک اور جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ اِذَا دَخَـلَ رَمَـضَـانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُـلِّقَـتْ اَبْـوَابُ جَهَـنَّـمَ وَسُـلْسِلَتِ الشَّـيَاطِيْنُ. (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک کے روزوں کو جو امتیازی شرف اور فضیلت حاصل ہے اس کا اندازہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث مبارک سے لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دعا کی کہ ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کو رمضان کا مہینہ ملے اور وہ اپنی بخشش نہ کروا سکے، جس پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا آمین! حضرت جبرائیل علیہ السلام کی یہ دعا اور اس پر آپ ﷺ کا آمین کہنا اس دعا سے ہمیں رمضان کی اہمیت کو سمجھ لینا چاہیے۔

رمضان کے اس مبارک ماہ کی ان تمام فضیلتوں کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو اس مہینہ میں عبادت کا خاص اہتمام کرنا چاہیے اور کوئی لمحہ ضائع اور بے کار جانے نہیں دینا چاہیے۔

تحریک منہاج القرآن ویمن لیگ کے پلیٹ فارم سے رمضان المبارک کے مقدس اور بابرکت مہینے میں بالخصوص پاکستان کے چاروں صوبوں میں ہر ہر علاقے میں سینکڑوں مقامات پر منہاج القرآن ویمن لیگ علماء کونسل، نظامت دعوت و تربیت کے سکالرز اسلام، احسان، حصول تقویٰ، قیام صیام، حقوق والدین، مثالی معاشرہ، قرآن فہمی، عقیدہ ختم نبوت، قرب الٰہی، شان مصطفیٰ ﷺ، بنیادی عقائد، معاشرتی مادیت پرستی کے فتنے کو قرآنی تعلیمات کے ذریعے ختم کر کے آئندہ نسلوں میں قرآن حکیم کی محبت پیدا کر کے قرآن اور صاحب قرآن سے تعلق کو مضبوط کرنے کی جدوجہد کررہے ہیں۔

ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے۔ پس یہ (روزہ) میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا

رمضان المبارک باطنی اصلاح اور اللہ کو راضی کرنے کا مہینہ ہے، اس مبارک مہینے کا احترام یہ ہے کہ ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچا جائے اور اللہ تعالیٰ سے استقامت مانگی جائے اور زیادہ سے زیادہ وقت عبادات اور خدمت خلق میں گزارا جائے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کے پلیٹ فارم سے رمضان پلان میں ہر عمر کی بچیوں کو تربیتی ،تدریسی دائرہ کار میں شامل کرنے اور شہر اعتکاف کا حصہ بنانے کے حوالے سے تشکیل دیا جاتا ہے، ویمن لیگ کی رہنماؤں نے رمضان المبارک کی برکتیں سمیٹنے کے لئے منہاج القرآن کے ہر فورم کے تحت کوئی نہ کوئی لائحہ عمل دیا جاتا ہے، ایم ایس ایم سسٹرز کے تحت طالبات اور مختلف ادارہ جات کیلئے تربیتی پروگرامز وضع کئے جاتے ہیں، وائس مستحقین کیلئے اشیائے ضروریات کی فراہمی کے حوالے سے مخیّر حضرات سے مل کر اپنا کردار ادا کرتی ہیں ، اسی طرح عرفان الہدایہ پروگرام کے تحت ملک گیر دورہ قرآن کیلئے تدریسی نشستوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

انسان اپنے معبود اور پالنے والے کے ساتھ مختلف طریقوں سے تعلق قائم کرتا ہے کبھی تنہائی میں رو رو کر اور کبھی

محفل میں پکار پکار کر، کبھی حسین وادیوں میں گھومتے ہوئے تو کبھی پہاڑوں کی چوٹیوں کو دیکھتے ہوئے، کبھی دریا اور سمندر عبور کرتے ہوئے، کبھی خوشی ونعمت ملنے پر شکرادا کرتے ہوئے اور تو کبھی تکلیف میں گلہ کرتے ہوئے غرض یہ کہ انسان فطرتاً صبر اور برداشت کے مطابق اللہ سے مختلف طریقوں سے رابطے میں رہتا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دعا کی کہ ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کو رمضان کا مہینہ ملے اور وہ اپنی بخشش نہ کروا سکے، جس پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا آمین!

کبھی کبھی انسان کا دل کرتا ہے کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر اس کی تلاش میں نکل پڑے جس نے ساری دنیا بنا کر اشرف المخلوقات کے قدموں میں رکھ دی، کبھی جی میں آتا ہے کہ سر میں خاک ڈال کر بستی بستی قریہ قریہ دیوانہ وار اس پرودگار کی وحدانیت اور عظمت کے راگ گائے جائیں جس نے انسانی پتلے میں اپنی محبت کا جوہر عظیم رکھ کر اسے بے مثل بنا دیا، کبھی دل میں یہ تمنا اٹھتی ہے کہ کسی جنگل یا دریا کے کنارے ڈیرہ لگا لیا جائے اور ساری دنیا سے کٹ کر بس اسی ذات کے راگ آلاپے جائیں جو فرماں برداروں کے ساتھ ساتھ نافرمانوں کی ضروریات کو بھی پورا کرتا ہے۔

گویا انسان اللہ سے لو لگانے کے لئے تنہائی کی تلاش میں رہتا ہے اور تنہائی کے حصول کے لئے بعض اوقات دنیا سے بھی کٹ جاتا ہے اس کیفیت میں مبتلا افراد کے لئے رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ہونے والا اعتکاف اللہ پاک کی طرف سے دیا ہوا بہت عمدہ تحفہ ہے اس سلسلے میں اعتکاف تلاش حق کی اس جستجو کا نام ہے جس پر رہبانیت کا سایہ تک نہیں بلکہ اعتکاف تو رہبانیت کی ضد ہے۔ اعتکاف اجتماع سے کٹ جانے کا نام بھی نہیں بلکہ اجتماع میں رہتے ہوئے اپنے من میں ڈوب کر سراغ زندگی پا جانے کا نام ہے۔ اعتکاف چند روز کے لئے دنیا کی الجھنوں سے بے نیاز ہو کر اپنے خالق و مالک سے تعلق بندگی قائم کرنے کا نام ہے، یادالٰہی میں آنسو بہانے، عشق الٰہی میں تڑپتے ہوئے اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کا نام ہے۔ اسلام میں تمام عبادات کا مقصود اس واحدہ لا شریک کی بندگی ہے جو اس جہان کا مالک ہے، جو ہواؤں کو اذن سفر دیتا ہے، جس نے حضور ﷺ کے سرِ انور پر ختم نبوت کا تاج سجایا اور انہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ اجتماعی اعتکاف رسول کریم ﷺ کی سنت ہے جو فرد کے ظاہر و باطن کا منظر نامہ روشنیوں سے تحریر کرتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے معمول اعتکاف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

ان النبی کان یعتکف العشر الآواخر من رمضان حتی توفاہ اللّٰہ تعالیٰ۔

(صحیح البخاری ۱: ۲۷۱ کتاب الاعتکاف رقم حدیث: ۱۹۲۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

اعتکاف میں انسان دنیاوی معاملات سے علیحدگی اختیار کر کے خدا کی رضا کی تلاش میں گوشہ تنہائی اختیار کرتا ہے۔ صوفیاء کرام اور اولیاء کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی میں چلہ کشی کے عمل کو اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ اس عمل کے ذریعے خدا کو راضی کر سکیں اور تزکیہ نفس کے مقام کو حاصل کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، رمضان المبارک کی قدردانی کی توفیق بخشے اور اس بابرکت مہینے کے اوقات کو صحیح طور پر خرچ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین ثم آمین یا رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

علامہ اقبالؒ کا تصورِ حیثیت نسواں

اقبالؒ کے نزدیک عورت کی عظمت اس کے فرضِ امومیت میں ہے

شرعی پردہ عورت کی کسی سرگرمی میں حائل نہیں ہوتا

ذاتِ باری تعالیٰ کی تجلی حجاب کے باوجود کائنات پر پڑ رہی ہے

ڈاکٹر علیمہ سعدیہ

یہ تعلیمات اس کائناتی حقیقت پر مبنی ہیں۔ کہ ہر انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے اور ہر شے ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہے۔ اور اس طرح سب کو یکساں اہمیت حاصل ہوتی ہے۔لیکن ساتھ ہی اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا کا کوئی بھی تعلق ہو اس میں ایک فریق کو کچھ نہ کچھ غلبہ حاصل ہوتا ہے یہ ایک فطری اصول ہے۔ اور اسی بناء پر چند چیزوں میں مرد کو عورت پر برتری اور فضیلت حاصل ہے۔ اس کی وجہ حیاتیاتی اور عضویاتی فرق بھی ہے اور فطرت کے لحاظ سے حقوق و مصالح کی رعایت بھی ہے اسی لیے قران نے مرد کو عورت پر نگران اور قوامیت کی فوقیت دی ہے۔مگر دوسری جانب اسلام نے ہی عورت کو یہ عظمت بخشی ہے کہ جنت کو ماں کے قدموں تلے بتایا ہے گویا کچھ باتوں میں اگر مرد کو فوقیت حاصل ہے تو تخلیقی فرائض میں عورت کو بھی فوقیت حاصل ہے۔فرق صرف اپنے اپنے دائرہ کار کا ہے۔ یہی وہ تعلیمات ہیں جنہوں نے دنیا کی ان عظیم خواتین کو جنم دیا یہی وجہ ہے کہ حضرت علامہ محمد اقبال نے ا جہاں اپنی شاعری سے اُمت اسلامیہ کے افکار میں تلاطم برپا کیا وہیں یورپ سے آتے تصور آزادی نسواں کہ رد کرتے ہوئے اسلام میں حیثیت نسواں کو اپنی شاعری سے بخوبی بیان کیا۔

اقبال کا نظریہ:

عورت کے بارے میں اقبال کا نظریہ بالکل اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے وہ عورت کے لیے وہی طرز زندگی پسند کرتے ہیں جو اسلام کے ابتدائی دور میں تھا۔ اس لیے طرابلس کی جنگ میں ایک لڑکی فاطمہ بنت عبداللہ غازیوں کو پانی پلاتے ہوئے شہید ہوگئی تو اس واقعہ سے وہ اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اسی لڑکی کے نام کو ہی عنوان بنا کر اپنی مشہور نظم لکھی۔ فاطمہ !تو آبروئے ملت مرحوم ہے

ذرہ ذرہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے\
یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر !\
ہے جسارت آفریں شوق شہادت کس قدر !\
یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی\
ایسی چنگاری بھی یا رب اپنی خاکستر میں تھی

اقبال کی نظر میں عورت کا ایک مخصوص دائرہ کار ہے۔ اپنے دائرہ کار میں شرعی پردہ کے اہتمام کے ساتھ ایسے زندگی گزارنی چاہیے کہ معاشرہ پر اس کے نیک اثرات مرتب ہوں اور اس کے پرتو سے حریم کائنات اس طرح روشن ہو جس طرح ذاتِ باری تعالیٰ کی تجلی حجاب کے باوجود کائنات پر پڑ رہی ہے۔

مرد کی برتری:

اس سلسلہ میں ڈاکٹر یوسف حسین خان روح اقبال میں لکھتے ہیں۔

”اقبال کہتا ہے کہ عورت کو بھی وہی انسانی حقوق حاصل ہیں جو مرد کو لیکن دونوں کا دائرہ عمل الگ الگ ہے دونوں اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ تعاون عمل کر کے تمدن کی خدمت انجام دے سکتے ہیں“۔

عورت پر مرد کی برتری کی وجہ اقبال کی نظر میں وہی ہے جو اسلام نے بتائی ہے کہ عورت کا دائرہ کار مرد کی نسبت

مختلف ہے اس لحاظ سے ان کے درمیان مکمل مساوات کا نظریہ درست نہیں۔ اس عدم مساوات کا فائدہ بھی بالواسطہ طور پر عورت کو ہی پہنچتا ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری مرد پر آتی ہے۔

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی
نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

یہی احتیاج اور کمزوری وہ نکتہ ہے جس کے باعث مرد کو عورت پر کسی قدر برتری حاصل ہے اور یہ تقاضائے فطرت ہے۔ اس کے خلاف عمل کرنے سے معاشرے میں انتشار لازم آتا ہے۔

خواتین کے لئے پردہ کی اہمیت:

اقبال عورت کے لیے پردہ کے حامی ہیں کیونکہ شرعی پردہ عورت کے کسی سرگرمی میں حائل نہیں ہوتا بلکہ اس میں ایک عورت زندگی کی ہر سرگرمی میں حصہ لے سکتی ہے اور لیتی رہی ہے اسلام میں پردہ کا معیار مروجہ برقع ہرگز نہیں ہے۔

بلکہ اصل پردہ اور شرم و حیا کے مکمل احساس کا نام ہے اور یہ پردہ عورت کے لیے اپنے دائرہ کار میں کسی سرگرمی کی رکاوٹ نہیں بنتا۔ اقبال کی نظر میں اصل بات یہ ہے کہ آدمی کی شخصیت اور حقیقت ذات پر پردہ نہ پڑا ہو اور اس کی خودی آشکار ہو چکی ہو۔

بہت رنگ بدلے سپہر بریں نے
خدایا یہ دنیا جہاں تھی وہیں ہے
تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں، میں نے
وہ خلوت نشیں ہے !یہ خلوت نشیں ہے !
ابھی تک ہے پردے میں اولاد آدم
کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے

عورتوں کی تعلیم:

اقبال عورت کے لیے تعلیم کو ضروری سمجھتے ہیں لیکن اس تعلیم کا نصاب ایسا ہونا چاہیے جو عورت کو اس کے فرائض اور اس کی صلاحیتوں سے آگاہ کرے اور اس کی بنیاد دین کے عالمگیر اُصولوں پر ہونی چاہیے۔ صرف دنیاوی تعلیم اور اسی قسم کی تعلیم جو عورت کو نام نہاد آزادی کی جانب راغت کرتی ہو۔ بھیانک نتائج کی حامل ہوگی۔

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ امومت
ہے حضرت انسان کے لیے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

اقبال کے خیال میں اگر علم و ہنر کے میدان میں کوئی بڑا کارنامہ انجام دے سکے تو اس کا مرتبہ کم نہیں ہو جاتا۔ اس کے لیے یہ شرف ہی بہت بڑا ہے کہ زندگی کے ہر میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے والے مشاہیر اس کی گود میں پروان چڑھتے ہیں اور دنیا کا کوئی انسان نہیں جو اس کا ممنونِ احسان نہ ہو۔

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
شرف میں بڑھ کر ثریا سے مشت خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا در مکنوں !
مکالمات فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن !
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرار افلاطوں

آزادی نسواں:

اقبال اگرچہ عورتوں کے لیے صحیح تعلیم، ان کی حقیقی آزادی اور ان کی ترقی کے خواہاں ہیں۔ لیکن آزادی نسواں کے مغربی تصور کو قبول کرنے کے لیے وہ تیار نہیں ہیں اس آزادی سے ان کی نظر میں عورتوں کی مشکلات آسان نہیں بلکہ اور پیچیدہ ہو جائیں گی۔ اور اس طرح یہ تحریک عورت کو آزاد نہیں بلکہ بے شمار مسائل کا غلام بنا دے گی۔ ثبوت کے طور پر مغربی معاشرہ کی مثال کو وہ سامنے رکھتے ہیں جس نے عورت کو بے بنیاد آزادی دے دی تھی تو اب وہ اس کے لیے دردِ سر کا باعث بنی ہوئی ہے کہ مرد و زن کا رشتہ بھی کٹ کر رہ گیا ہے۔

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا !
مگر یہ مسئلہ زن رہا وہیں کا وہیں

قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور!
کہ مرد سادہ ہے بے چارہ زن شناس نہیں

اقبال کی نظر میں آزادی نسواں یا آزادی رجال کے نعرے کوئی معنی نہیں رکھتے بلکہ انتہائی گمراہ کن ہیں۔ کیونکہ عورت اور مرد دونوں کو مل کر زندگی کا بوجھ اُٹھانا ہوتا ہے۔ اور زندگی کو آگے بڑھانے اور سنوارنے کے لیے دونوں کے باہمی تعاون ربط اور ہم آہنگی کی ضرورت ہوتی ہے دونوں کے کامل تعاون کے بغیر زندگی کا کام ادھورا اور اس کی رونق پھیکی رہ جاتی ہے۔ اس لیے ان دونوں کو اپنے فطری حدود میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے زندگی کو بنانے سنوارنے کا کام کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کا ساتھی ثابت ہونا چاہیے۔ نہ کہ مدمقابل چنانچہ آزادی نسواں کے بارے میں وہ فیصلہ عورت پر ہی چھوڑتے ہیں کہ وہ خود سوچے کہ اس کے لیے بہتر کیا ہے۔

عورت کا بحیثیت ماں اہم کردار:۔

اقبال کی نظر میں عورت کی عظمت کا راز اس کے فرض امومیت میں پوشیدہ ہے معاشرتی اور سماجی زندگی میں ماں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اور خاندانوں کی زندگی اسی جذبہ امومیت سے ہی وابستہ ہے۔ ماں کی گود پہلا دبستان ہے جو انسان کو اخلاق اور شرافت کا سبق سکھاتا ہے۔ جس قوم کی مائیں بلند خیال عالی ہمت اور شائستہ و مہذب ہوں گی اس قوم کے بچے یقیناً اچھا معاشرہ تعمیر کرنے کے قابل بن سکیں گے۔

گھر سے باہر کی زندگی میں مرد کو فوقیت حاصل ہوتی ہے لیکن گھر کے اندر کی زندگی میں عورت کو فوقیت حاصل ہے کیونکہ اس کے ذمہ نئی نسل کی پرورش ہوتی ہے۔ اور اس نئی نسل کی صحیح پرورش و پرداخت پر قوم کے مستقبل کا دارو مدار ہوتا ہے اس لیے عورت کا شرف و امتیاز اس کی ماں ہونے کی وجہ سے ہے۔

اقبال کی نظر میں دنیا کی تمام سرگرمیوں کی اصل ماں کی ذات ہے، ماں کی ذات امین ممکنات ہوتی ہے اور دنیا کے انقلابات ماؤں کی گود میں ہی پرورش پاتے ہیں۔ اسی لیے ماں کی ہستی کسی قوم کے لیے سب سے زیادہ قیمتی متاع ہوتی ہے۔ جو قوم اپنی ماؤں کی قدر نہیں کرتی اس کا نظام ہستی بہت جلد بکھر جاتا ہے۔

ماں کی ہستی اس قدر بلند مرتبت ہے کہ قوم کہ حال و مستقبل انہی کے فیض سے ترتیب پاتا ہے۔ قوم کی تقدیر بنانے میں ماں کا کردار بنیادی ہے۔

مثالی کردار:

اقبال نے حضرت فاطمہؓ کے کردار کو عورتوں کے لیے مثال اور نصب العین قرار دیا ہے بیٹی، بیوی اور ماں کی حیثیت سے حضرت فاطمہ نے جو زندگی بسر کی وہ دنیا کے تمام عورتوں کے لیے نمونہ ہے۔

فررع تسلیم را حاصل بتولؓ
مادراں راسوہ کامل بتولؓ
فطرت تو جذبہ ہا دارد بلند
چشم ہوش از اُسوہ زُہرا مند

اقبال کے نزدیک انسانی خودی کے بنیادی اوصاف فقر، قوت، حریت اور سادگی سے عبارت ہیں اور یہ تمام حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں بدرجہ اتم جمع ہو گئے تھے۔ انہی اوصاف نے ان کے اُسوہ کو عورتوں کے لیے رہتی دنیا تک مثالی بنا دیا ہے۔ اور ان کی ہستی کی سب سے بڑھ کر یہ دلیل ہے کہ حضرت امام حسینؓ جیسی عظیم و مدبر شخصیت کو انھوں نے اپنی آغوش میں پروان چڑھایا۔ اقبال کی نظر میں عورت کے بطن سے اگر ایک ایسا آدمی پیدا ہو جائے جو حق پرستی اور حق کی خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین اور مقصد قرار دے تو اس عورت نے گویا اپنی زندگی کے منشاء کو پورا کر دیا۔

اقبالؒ کے افکار کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہے اور عورت کے متعلق بھی وہ انہی حدود و قیود کے حامی ہیں جو اسلام نے مقرر کی ہیں۔ یہ حدود و قیود عورت کو نہ تو اس قدر پابند بناتی ہیں جو پردہ کے مروجہ تصور نے سمجھ لیا ہے۔ اور نہ اس قدر آزادی دیتی ہیں جو مغرب نے عورت کو دے دی ہے۔ نہ یہ پردہ اسلام کا مقصد ہے اور نہ یہ آزادی اسلام دیتا ہے۔ اسلام عورت کے لیے ایسے ماحول اور مقام کا حامی ہے جس میں وہ اپنی تمام تر صلاحیتیں بہتر طور پر استعمال کر سکے اور یہی بات اقبال نے کہی ہے یہ فطرت کے بھی عین مطابق ہے اس کی خلاف ورزی معاشرت میں لازماً بگاڑ اور ننتشار کا باعث بنتی ہے۔ ☆☆☆

اہلِ بیت کا ادب و احترام ایمان کا حصہ ہے

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھ سے محبت رکھتے ہو تو اس بناء پر میرے اہل بیت سے بھی محبت رکھو

ڈاکٹر فرخ سہیل

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ (الاحزاب، ۳۳: ۳۳)

”بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول ﷺ کے) اہل بیت! تم سے ہر قسم کے گناہ کا مَیل (اور شک و نقص کی گرد تک) دُور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے“۔

اس آیہ کریمہ میں پروردگار نے پاکیزگی و طہارت کو اہل بیت کرام کی سب سے بڑی خوبی قرار دیا ہے۔ قلب و روح، فکر و خیال اور کردار و عمل کی پاکیزگی کو ان کی فطرت سلیمہ قرار دیا چونکہ اہل بیت اطہارؓ بنص قرآنی گناہوں سے مبرا و منزا ہیں۔ اسی بنا پر رسول محترم ﷺ نے اہل بیت کی محبت کو اپنے ساتھ قرار دیا اور فرمایا کہ

احبوا اھل بیتی لحبی. (ترمذی)

کہ اگر مجھ سے محبت رکھتے ہو تو اس بنا پر میرے اہل بیتؓ سے محبت رکھو۔ اس کے ساتھ آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی بہت اہم ہے کہ اللہ کی قسم! کسی کے دل میں اس وقت تک ایمان نہیں آ سکتا جب تک کہ کوئی میرے اہل بیت سے اللہ کے لیے اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ رکھے۔ (ابن ماجہ)

اب دیکھتے ہیں کہ اہل بیت میں کون کون لوگ شامل ہیں۔ مستدرک للحاکم کی یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی نظر آ رہی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص کسی باپ کا بیٹا ہے یقیناً اس کا ایسا رشتہ دار بھی ہے جس سے اس کو بڑی تقویت ہے اور اس کی طرف اس کی نسبت ہوتی ہے لیکن اولادِ فاطمہؑ کی نسبت مجھ سے ہے میں ان کا ولی ہوں اور مجھ ہی سے ہے۔ ان کی تقویت اور یہ میری عترت ہیں یہ میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں جو ان کی فضیلت کا منکر ہے اس کے لیے بڑی تباہی ہے جو ان سے محبت رکھے گا اس سے اللہ محبت رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا۔ اللہ اس کا دشمن ہے“۔

اس حدیث مبارکہ نے یہ ثابت کر دیا کہ اہل بیت اور عترتِ رسول ﷺ سے مراد حضرت فاطمہؑ، حضرت علیؓ اور ان کے فرزندانِ حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام ہیں اور پھر حسنؑ و حسینؑ کے فرزندان بھی اہل بیت میں شامل ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

امام حسینؑ کے فرزند حضرت امام زین العابدینؑ پھر ان کے فرزند حضرت امام محمد باقرؒ، امام جعفر صادقؒ، امام موسیٰ کاظمؒ، حضرت امام علی رضا، امام محمد جواد التقی، امام علی ہادی النقی، حضرت امام حسن عسکری اور امام مہدی قرار پائے ہیں۔

حدیث ثقلین جس میں حضور خاتم النبیین ﷺ کی ایک وصیت کا ذکر ہے کہ

یا ایھا الناس انی ترکت فیکما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی.

”لوگو! میں تمہارے پاس وہ چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر انہیں تھامے رہو گے تو گمراہ ہو ہی نہیں سکتے۔ ان چیزیں میں کتاب الٰہی اور میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں“۔

اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک مجھ سے محبت نہ رکھے اور اس وقت تک مجھ سے محبت نہیں رکھتا جب تک کہ میری ذریت سے محبت نہ رکھے

ہادی برحق کے اس بیان وصیت کا مخاطب کون لوگ تھے۔ آپ نے کن کو مخاطب کرکے یہ ارشاد فرمایا تو یقیناً وہ صحابہ کرامؓ ہی تھے اور ان کے بعد آنے والے مومن جنھیں آپ نے اپنی عترت پاک کا دامن تھامنے کی ہدایت فرمائی۔

اہل بیت اطہارؓ کا مقام و مرتبہ کو آپﷺ نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا اور اس کے ساتھ ساتھ اہل بیت کی اطاعت کرنے کا حکم بھی دیا۔ ان کے ساتھ محبت کرنے کو اللہ اور رسولﷺ کی محبت قرار دیا۔ عترت رسول کو ایذا پہنچانے کو نبی اکرمﷺ نے حرام قرار دیا جیسا کہ مسند احمد اور مستدرک للحاکم کی یہ حدیث **من اذی علیا فقد اذنی** یعنی جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور اپنی پیاری دختر فاطمہؑ زہرا کے لیے فرمایا کہ

فاطمه بضعت منی. فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

امام حسن علیہ السلام کے لیے آپﷺ نے یہ پیشین گوئی فرمائی کہ میرا یہ فرزند سردار ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر دو بڑے گروہوں کی صلح کرائے گا۔

اور امام حسینؑ کے متعلق آپ کا یہ فرمان کسی نظر سے پوشیدہ نہیں کہ

حسین و منی وانا من الحسین احب الله من احب حسینا. (سنن ترمذی)

''حسین میرے ہیں اور میں حسین کا ہوں جو شخص حسین سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پیار فرمائے گا''۔

اس کے علاوہ حسنؑ و حسینؑ کی محبت سے متعلق ترمذی اور ابن ماجہ کی یہ حدیث کہ

من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضهما فقد ابغضنی.

''یعنی جس نے حسنؑ اور حسینؑ سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا''۔

لہذا عترت رسول کا احترام و محبت اللہ اور اس کے رسولﷺ کی محبت کے برابر ہے اور ان سے بغض و عداوت اللہ و رسولﷺ سے بغض رکھنا ہے اور اس حوالے سے اہل بیت وعترت رسول کا احترام و توقیر تمام مسلمانوں پر واجب ہے اور ان کی بے ادبی اور بے توقیری کرنا امت کے لیے حرام ہے۔

صحیح مسلم کی یہ حدیث اس بات کی مزید تصدیق کرتی ہوئی نظر آتی ہے کہ آپﷺ نے تین مرتبہ دھرایا۔

اذکرکم الله فی اهل بیتی

''کہ میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ میرے اہل بیت کے حق میں اللہ سے ڈرو''۔

اسی طرح ایک اور روایت کے مطابق آپﷺ نے علی مرتضیٰؑ تعظیم وتکریم کرنے والے کو اللہ کی طرف سے اعزاز بخشنے کی دعا فرمائی:

اللهم اکرم من اکرم علیا.

''یا اللہ جو علی کا احترام کرے تو اس کو محترم بنادے''۔

ایک بہت ہی اہم حدیث جس میں آپﷺ فرماتے ہیں کہ

''آل محمدﷺ کا عرفان حاصل کرنا جہنم سے نجات ہے اور آل محمدﷺ سے محبت رکھنا پل صراط سے پار ہوجانا ہے اور آل محمد کی نصرت وحمایت کرنا عذاب سے امان پانا ہے''۔

ان تمام احادیث مبارکہ سے بہت اچھی طرح یہ وضاحت ہورہی ہے کہ محسن انسانیت خیرالبشر محمد مصطفیٰﷺ کا اپنی امت کے ساتھ یہ احسان عظیم ہے۔ اہل بیت سے محبت کرنا جہنم سے نجات کا پروانہ بنادیا۔ لہذا اگر امت اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر آل محمد کی نصرت وحمایت کرے تو بھی حق ادا نہیں ہوسکتا۔ کجا کہ آپ کے اہل بیت کو ایذا دی جائے لیکن آپﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اہل بیت کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا اس کی مثال تاریخ اسلام میں

کہیں نہیں ملتی۔

وہ حسینؓ جن کے لیے رسول پاکﷺ نے فرمایا تھا کہ

حسین منی وانا من الحسین.

’’کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں‘‘۔

اس حدیث مبارکہ میں نانا اور نواسے کہ وجود مبارکہ ومطہر کو ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم قرار دیا ہے کہ اگر نواسے کا وجود اپنے نانا کی وجہ سے ہے تو نانا بھی اپنے نواسے کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ نبی محترمﷺ کا ایک اور فرمان کہ میں نے حسین علیہ السلام کو اپنی بہادری عطا کی اور پیغمبرانہ شجاعت کے بعد تمام دنیا میں شہادت حسین بہادری کی اعلیٰ ترین مثال ہے کہ جس میں امام حسین نے اپنے نانا کی طرح اولوالعزمی اور بہادری وشجاعت کا ثبوت دیتے ہوئے فاسق و فاجر کی بیعت پر اپنی قربانی کو ترجیح دی اور اپنی اولاد و اصحاب کی قربانی دے کر یہ ثابت کردیا کہ اگر میں حسینؓ نانا سے ہوں تو نانا کا دین بھی میری دی ہوئی اس بیش بہادر اور لازوال قربانی سے تاابد زندہ رہے گا۔

لہذا امت مسلمہ قیامت تک کے لیے امام حسینؓ کے اس احسان کو فراموش نہیں کرسکتی بلکہ امت مسلمہ کے تمام مردو زن پر روز قیامت تک امام حسینؓ کا حق واجبی حیثیت کا حامل ہے جسے رسول خداﷺ نے مومنوں کے ایمان وتقویٰ کا حصہ قرار دیا۔ لہذا یوم قیامت تک امت مسلمہ میں جو بھی نمازی پیدا ہوگا اس پر حق حسینؓ کو ادا کرنا واجب ہوگا۔

مختصر یہ کہ حضور اکرم محمد مصطفیٰﷺ کے فرمان کے مطابق

☆ اہل بیت سے محبت رکھنا تمام عالم اسلام پر واجب ہے۔

☆ ان کا ادب واحترام کرنا ایمان کا حصہ ہے۔

☆ ان کے تمام حقوق کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

☆ ان سے بغض و عداوت رکھنا اللہ کے عذاب کو دعوت دینا اور جہنمیوں کی علامت ہے۔

لہذا دین و آخرت کی بھلائی اور فلاح کا راز اس فرمان مصطفیٰﷺ میں پوشیدہ ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ

’’ان لوگوں کا معاملہ کیسا ہے؟ جو میرے اہل بیت کے بارے میں مجھے ایذا پہنچاتے ہیں۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک مجھ سے محبت نہ رکھے اور اس وقت تک مجھ سے محبت نہیں رکھتا جب تک کہ میری ذریت سے محبت نہ رکھے‘‘۔ (سنن ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل بیت سے محبت وعقیدت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

ہدیہ سلام بحضور اہل بیت کرامؑ

اے اہل بیت رسالت بلند و عالی مقام
تمہاری ذات پہ ہر دم درود اور سلام

میرے خیال کے گوشے ہیں مثلِ عرشِ بریں
کہ میری فکر پہ کندہ ہوئے ہیں آپ کے نام

اے بندگانِ خدا کس طرح یہ بدعت ہے
کہ فرض ہم پہ ہے قرآن میں درود و سلام

خدائے واحد و یکتا، ملائکہ مل کر
نبیؐ کے پورے گھرانے پہ بھیجتے ہیں سلام

قلم کو آبِ معطر سے با وضو کرکے
تمہاری نذر کیا میں نے اپنا سارا کلام

میرے سلام کو شرفِ قبولیت دیجئے
کہ پا سکوں میں محبانِ اہلبیت میں نام

غزوہ بدر کے سماجی، دفاعی اور تعلیمی اثرات

محسنِ انسانیت نے بدری قیدیوں کو رہا کر کے درسِ انسانیت دیا

تعلیم دینے کے عوض قیدیوں کی رہائی کے پیغام سے علم کی اہمیت اجاگر کی گئی

ڈاکٹر ساجد خاکوانی

جس معرکے میں محسن انسانیت بذات خود شریک ہوئے مورخین اسلام نے اس کو غزوہ قرار دیا ہے۔غزوہ بدر اسلام کا سب سے پہلا اہم ترین غزوہ ہے۔

محسن انسانیت اپنے اصحاب کے ساتھ ابو سفیان کے تجارتی قافلے کو تلاش کرنے کے لیے نکلے تھے،جنگ کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ابوسفیان کے قافلے کی حفاظت کے لیے مکہ سے قریش اُمڈ پڑے اور مسلمانوں پر جنگ مسلط کر دی گئی۔

مسلمان فتح یاب ہوئے۔کافروں کے ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار ہوئے۔گرفتار شدگان میں سے دو کو محسن انسانیت نے قتل کروادیا کیونکہ وہ ذات نبوی کی توہین کیا کرتے تھے۔بدر کے قیدیوں کو باندھ کر لشکر اصحاب رسول کے ساتھ آپ عازم مدینہ ہوئے تو ایک منزل چلنے کے بعد ایک شاعر کو بلایا اور حضرت علی کو حکم دیا کہ اس کا سر قلم کردو، ایک منزل مزید چلنے کے بعد آپ نے ایک اور شاعر کو طلب کیا اور اس کے قتل کا بھی حکم صادر فرمایا۔

مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد باقیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔

ایک نئی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی بیرونی دشمن کا حملہ ریاست کی بنیادوں کو ہلا دیتا ہے اور بعض اوقات ریاست کے وجود کو برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے مگر یہ اللہ تعالی کی مدد و نصرت ،مسلمانوں کے عزم مصمم اور جذبہ ایمانی کی بدولت ممکن ہو کہ مسلمانوں نے نئی ریاست کے قیام کے ساتھ غزوہ بدر نہ صرف فتح کیا بلکہ دشمن کے سامنے دین اسلام کی حقانیت کی دلیل قائم کر دی اور مستقبل میں اسلامی ریاست کی فتوحات کا آغاز کر دیا۔غزوہ بدر کے درج ذیل اثرات مرتب ہوئے

دفاعی اثرات:

معاش اور دفاع ،انسانی معاشرے کے دو اہم ستون ہیں،بظاہر اور سطحی نظر سے معاش زیادہ اہم نظر آتا ہے کہ کھانے پینے پر انسانی زندگی کا انحصار ہے ۔لیکن حقیقت اسکے بالکل برعکس ہے کیونکہ بچے کے اس دنیا میں آنے سے قبل ہی اسکا دفاعی نظام کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔نومولود ابھی ماں کے پیٹ سے برآمد ہورہا ہوتا ہے کہ ماحول کے جرثومے اس پر حملہ آور ہو چکتے ہیں،بچے کے زندہ بچ جانے کا انحصاراس دفاعی نظام کی کامیابی پر ہے بصورت دیگر موت کے مہیب سائے اسے اپنی آغوش میں لے کر منوں مٹی کے نیچے داب دیتے ہیں۔

محسن انسانیت اگر چہ قافلے کی تلاش میں نکلے کہ پیش نظر معاش تھا لیکن اللہ تعالی کو کچھ اور ہی مقصود تھااور وہ عین فطرت انسانی کے مطابق تھا کہ معاش سے قبل دفاع مضبوط کیا جائے، خواہ پیٹ پر پتھر باندھ کر ہی کیوں نہ ہو۔

چنانچہ میدان بدر کا پہلا نتیجہ مسلمانوں کی دفاعی کامیابی تھی اور دشمن کی دفاعی شکست تھی اگر چہ دشمن اپنی معاش یعنی وہ قافلہ بچانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔قرب و جوار کے قبائل پر خاص طور پر اور دیگر عرب قبائل پر عام طور پر دھاک بیٹھ گئی کہ قریش جو صدیوں سے ناقابل تسخیر تھے مسلمان قوت کے ہاتھوں بری

طرح پٹ گئے۔مشیعت ایزدی میں معاش سے پہلے دفاعی شکست میں یہ پہلو بھی غالب ہوسکتا ہے کہ معاشی شکست کے بعد معاشی اٹھان ممکن ہوسکتی ہے جس سے دفاعی قوت کا دوبارہ حصول یقینی ہے لیکن دفاعی شکست کے بعد اس طرح کمر ٹوٹتی ہے کہ پھر سر اٹھانا ممکن ہی نہیں رہتا اور دشمن کی معاش پر بھی قبضہ کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

معاشرتی اثرات: قریش مکہ کی معاشرتی بنیادیں ان کے سرداری نظام میں پنہاں تھیں۔مکہ مکرمہ کے قبائلی نظام میں سرداران قوم اس قوم کے معاشرتی راہنما تھے۔تمام معاشرتی اقدار انہیں سرداران قریش کی عملی روایات سے پھوٹتی تھیں اور انہیں پر ہی تکمیل پذیر ہوجاتی تھیں۔

غزوہ بدر میں قریش کے ستر بڑے بڑے سردار تہ تیغ ہوئے۔ ابوجہل نے اپنا سر قلم کرنے والے سے اس کی خاندان کی بابت پوچھا اور جواب سن کر کہا کہ ہائے اب کیا میں ایک نیچ خاندان والے فرد کے ہاتھوں مارا جاؤں گا اور مجھے قتل کرنے کے لیے کوئی اعلی نسل کا خاندانی آدمی بھی نہ آیا؟؟؟۔ پھر ابوجہل نے قتل کرنے والے سے کہا کہ میرا سر ذرا نیچے سے کاٹنا تا کہ جب سروں میں میرا سر پڑا ہو تو وہ اونچا نظر آئے اور دیکھنے والے کو پتہ چلے کہ کسی سردار کا سر ہے۔

حضرت بلال نے اپنے سابق آقا کو تاک کر ایسا نیزہ مارا کہ وہ واصل جہنم ہوا۔قریش کے تمام سرداروں کی لاشوں کو بدر کے کنویں میں انڈیل دیا گیا اور آپ نے کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر ایک ایک کا نام پکارا اور پوچھا کہ میرے رب نے میرے ساتھ تو اپنا (فتح کا) وعدہ پورا کردیا ہے تو کیا تمہارے ساتھ بھی (عذاب کا) وعدہ پورا ہوا ہے؟؟؟ قریش مکہ کی ایک معاشرتی روایت تھی کہ مرنے والے پر با آواز بلند آہ وبکا کیا کرتے تھے ،بدر کی بدترین شکست کے بعد اپنی خفت مٹانے کے لیے سرداران قریش نے مقتولین بدر پر رونے پٹنے کی پابندی لگادی تھی۔

ایک بار پڑوس سے رونے کی آواز آئی ایک بوڑھے نے اپنے پوتے کو بھیجا کہ جاؤ دیکھ آؤ کیا مقتولین بدر پر رونے کی اجازت مل گئی ہے تو اس کے پوتے نے بتایا کہ پڑوسی اپنے اونٹ کی گمشدگی پر رو رہا ہے ،اس پر اس بوڑھے نے بڑے دل سوز اشعار کہے کہ ہمیں تو بیٹے پررونے کی اجازت نہیں اور وہ اپنے اونٹ کا گریہ کررہا ہے۔

تعلیمی اثرات:

اللہ تعالی نے تخلیق کے آدم علیہ السلام کے فوری بعد جبکہ ان کا جسم کپڑوں سے ناآشنا تھا،شکم خالی تھا اور رشتہ دار عنقا تھے اولین جو ضرورت پوری کی وہ ترسیل تعلیم تھی۔

اسی طرح بچہ دنیا میں آنے سے قبل ہی قدرت کے ہاں سے اپنی حاجات ضروریہ کی تعلیم حاصل کر کے آتا ہے۔اللہ تعالی اسے رو کر اپنے اظہار کی تعلیم دے کر بھیجتا ہے اسکے سارے اعضائے جسمانی اپنا اپنا کام سیکھ کر اس دنیا میں وارد ہوتے ہیں اور آدم علیہ السلام کو تعلیم میں برتری کے باعث ہی خلافت ارضی کا منصب عطا ہوا تھا۔

غزوہ بدر کے اثرات میں فروغ تعلیم ایک اور بڑا عنصر ہے ۔اس زمانے میں تعلیم کا کوئی بہت زیادہ رواج نہ تھا اور مکہ جیسے قلب عرب میں کل 17 پڑھے لکھے افراد تھے۔عرب اگرچہ اپنی زبان دانی کی بنیاد پر دوسروں کو عجمی یعنی گونگا کہتے تھے لیکن انکی اپنی زبان بھی ہنوز اعراب،نقطوں اور ڈنڈوں سے ناآشنا تھی،ان حالات میں نظر نبوی ﷺ مسلمان بچوں کی خواندگی کی طرف اٹھی اور قیدیان بدر میں سے پڑھے لکھے لوگوں کو اس شرط پر آزاد کر دیا گیا کہ وہ مسلمان بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں اگرچہ وہ معلم غیر مسلم ہی تھے۔

درس انسانیت:غزوہ بدر سے پہلے پوری انسانی تاریخ میں کہیں یہ تصور ہی موجود نہ تھا کہ جنگی قیدیوں کو رہا بھی کیا جا سکتا ہے،بڑی بڑی تہذیبیں اور علمی و تعلیمی تحریکیں اپنی اپنی عمر پوری کر چکی تھیں لیکن کسی کے ہاں انسانیت کا یہ تصور خیال بن کر بھی نہ ابھرا کہ جنگی قیدی کو حق زندگی بھی حاصل ہوسکتا ہے۔کل کے کل مردان جنگی تہ تیغ کر دیے جاتے تھے اور مفتوحہ علاقوں کے زن و مرد غلام بنا کر ہانک لیے جاتے تھے اور نسلوں تک طوق غلامی انکی گردنوں کا زیور بنے رہتے۔

محسن انسانیت نے انسانی تاریخ عالم میں سب

سے پہلے جنگی قیدیوں کو آزاد کیا جبکہ انہیں یہ مشورہ دیا بھی گیا تھا انکو قتل کر دیا جائے۔اس سے بڑھ کر درس انسانیت کہاں سے آئے گا کہ محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کروٹ پر کروٹ لیے چلے جا رہے ہیں اور مسلمان پوچھتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں نیند کیوں نہیں آ رہی؟ فرمایا چچا عباس (جو جنگی قیدیوں میں سے تھے اور انکی مشکیں کسی ہوئی تھیں) انکی آہیں سونے نہیں دیتیں، پہرے پر موجود مسلمانوں نے چچا عباس کی رسیاں ڈھیلی کر دیں اور وہ آسودہ ہو کر محو استراحت ہو چکے۔لیکن آپ ﷺ ابھی بھی کبھی ادھر کروٹ لیتے ہیں اور کبھی ادھر۔

مسلمانوں نے پھر عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اب نیند کیوں نہیں آ رہی؟ ارشاد ہوا جب جرم سب کا برابر ہے تو سب کی رسیاں ڈھیلی کرو پھر صرف عباس بن عبدالمطلب کی ہی کیوں؟ چنانچہ سب جنگی قیدیوں کی رسیاں ڈھیلی کر دی گئیں تو پہلے جنگی قیدیوں پر نیند کی دیوی مہربان ہوئی اور بعد میں محسن انسانیت نے آرام فرمایا۔

سیاسی اثرات:

یہ معرکہ بدر کے اثرات میں سے وہ اہم اثر ہے جس کا براہ راست اثر نومولود مسلمان معاشرے پر ثبت ہوا۔وہ مسلمان جو تیرہ سال تک مکہ کی سرزمین پر پٹتے رہے،ماریں کھاتے رہے، پتھر سہتے رہے،گرم ریت پر لٹائے جاتے رہے ،جن کی راتوں کا چین اور دن کا سکون چھین لیا گیا تھا حتی کہ مکہ مکرمہ جیسے آبائی وطن کی سرزمین ان پر تنگ کر دی گئی اور وہ ہجرت پر مجبور ہو گئے۔

پھر مدینہ منورہ میں بھی پورا عرب،منافقین اور یہود مدینہ انہیں نعوذ باللہ بھگوڑے سمجھتے رہے، مجرم گردانتے رہے اور سازشیں تیار کی جاتی رہیں کہ کب اور کس طرح انہیں قریش کے حوالے کر دیا جائے۔ان حالات میں انہیں مکہ والوں کے خلاف جنگ لڑ کر فتح حاصل کرنا،انہیں تہ تیغ کرنا اور بڑے بڑے سرداروں کو جن کی گردنیں خم نہ ہوتی تھیں اور جن کے ہاتھ کوڑے مار مار کر تھکتے نہ تھے انکی لاشیں بے گور و کفن مٹی میں رلتے ہوئے دیکھنا اور بقیہ کو گرفتار کر کے ساتھ لے آنا اور سینکڑوں قریش مکہ کو میدان سے ذلت و شکست خوردگی کے ساتھ جانیں بچا کر بھاگتے ہوئے دیکھنا خوشی مسرت اور اعتماد نفسی کا وہ ذریعہ ہے جو شاید کسی اور طریقے سے کبھی حاصل نہ ہو سکتا تھا۔اب وہی مار کھا کھا کر ہجرت کرنے والا مسلمان فاتح ہے،جنگ جیت کر پرانے قرض چکانے کے مقام پر ہے اور غلام،غریب اور مجرم اب مد مقابل ہے اور جیت کے احساس کے ساتھ رب کے سامنے شکر گزار ہے۔

یوم الفرقان:

قرآن عظیم نے اس جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے یوم الفرقان کہا ہے یعنی حق اور شر کے درمیان فرق کرنے والا دن۔بظاہر حالات بتاتے تھے کہ مسلمانوں کی شکست یقینی ہے 313افراد اور واجبی سے کپڑوں کے ساتھ ہتھیار بھی سلامت نہیں تھے جبکہ پورے لشکر میں کل دوسو گھوڑے اور باربرداری کے لیے دس بارہ اونٹ تھے اور مقابلہ اس لشکر جرار کے ساتھ تھا جو سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا تھا اور ہتھیاروں اور گھوڑوں کی کوئی کمی نہ تھی لشکریوں کے لیے ایک دن 90 اور دوسرے دن 100اونٹ ذبح کیے جاتے تھے۔ان حالات میں قرآن کے مطابق صرف حق کی قوت تھی اور قیادت نبوی تھی جس نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا تھا۔اس فتح مندی سے حق اور باطل کا فرق ظاہر ہو گیا تھا اور میدان بدر کے اس فرق واضح کرنے والے کردار کے باعث اس دن کو یوم فرقان کہا گیا۔

مذہبی اثرات:

یہود مدینہ جو قدیم آسمانی کتب کے حامل تھے اور منافقین جو اندر سے مسلمانوں کے دشمن تھے غزوہ بدر سے قبل یہ دونوں گروہ پھولے نہیں سما رہے تھے اب مسلمانوں کا قلع قمع ہو چکے گا اور بھلا قریش سے ٹکر لے کر کون بچ سکتا ہے اور بس ایک آدھ دن میں اس نئے نبی کا دین قصہ پارینہ ہو کر کتابوں میں دفن ہونے والا ہے العیاذ باللہ تعالی۔اور یہاں تک کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں موجود مسلمانوں کے گھرانے اور

عورتیں بچے بھی آپس میں بانٹ لیے تھے کہ شکست کی خبر آتے ہی کسے کیا کیا ملے گا۔

لیکن نتائج نے سب کو حیران کر دیا جب مسلمان لشکر فاتحانہ انداز سے اپنے گھروں کو لوٹا تو اس سے مسلمانوں کے نومولود مذہب کی حقانیت ان دونوں گروہوں کے دلوں پر ثبت ہو گئی۔

معاشی اثرات:

لٹے پٹے مسلمان ہجرت کر کے تو مدینہ پہنچے تھے، ان کے لیے اپنی جان بچا آنا بھی بہت بڑی کامیابی تھی۔ایسے میں جب ایک چھوٹی سی بستی میں بہت سے مہاجر آن پہنچیں اور اوپر سے جنگ کا خوف اور یہود و منافقین کی سازشیں ہر دم تلوار کی طرح سر پر لٹک رہی ہوں تو ان امور کا لازمی نتیجہ معاشی بدحالی تھا۔غربت اور فاقہ کشی کے ان حالات میں قیدیان بدر سے حاصل کیا گیا فدیہ مسلمانوں کی معاشی حالت سنبھالنے کا باعث بنا۔

جو صحابہ کرام بدر میں شریک ہوئے انہیں بدری صحابی کہا جاتا ہے،بعد کے ادوار میں ان کا وظیفہ مقرر کر دیا گیا تھا جو انہیں تاحیات ملتا رہا لیکن ایسے صحابی بھی تھے جو سارا مہینہ قرض لے کر گزارا کرتے اور وظیفہ ملنے پر پہلے قرض لوٹاتے اور پھر باقی رقم صدقہ کر دیتے اور اگلا مہینہ پھر ادھار اٹھا کر گزارہ کرتے۔

شہدائے بدر: قیامت تک زندہ رہنے والی اس امت میں شہدائے بدر وہ خوش قسمت گروہ ہے جس کی نصیب حاصل کرنے کی خواہش ہی کی جاتی رہے گی۔ روایات کے مطابق یہ لوگ جب جنت میں داخل کیے گئے اور نعمتیں دیکھ کر حیران ہو گئے ،یہ ایسی نعمتیں تھیں جنہیں کسی کان نے سنا نہیں تھا اور کسی آنکھ نے کبھی دیکھا نہیں تھا، اللہ تعالی کی یہ میز بانیاں دیکھ کر شہدائے بدر دنگ رہ گئے۔ دفعتاً انہیں پیچھے رہ جانے والے مسلمانوں کا خیال دامن گیر ہوا تو اللہ تعالی سے کہنے لگے ہمیں تھوڑی دیر کے لیے دنیا میں بھیج دے تاکہ ہم پیچھے رہ جانے والوں کو تیری جنت کے بارے میں کچھ بتا دیں۔ اللہ تعالی نے جواب دیا کہ یہ میری سنت کے خلاف ہے۔

پھر انہوں نے باراِلٰہ میں عرض کی کہ اچھا ہم میں سے کسی ایک کو بھیج دے تاکہ ہم پچھلوں کو بتا دیں کی تیری جنت کی نعمتیں کیسی کیسی ہیں اس پر بھی انکار ہوا تو تب انہوں نے عرض کی اے رب العلمین ہمارا پیغام ہمارے مسلمان بھائیوں تک پہنچا دے چنانچہ اسی شان نزول میں یہ آیات نازل ہوئیں کہ

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ(۳:۱۶۹) فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(۳:۱۷۰)

یعنی جو لوگ اللہ تعالی کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مردہ نہ سمجھو،وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں جو اللہ تعالی نے انہیں دیا ہے اس پر خوش وخرم ہیں اور مطمئن ہیں اور پیچھے رہ جانے والوں کو خوشخبری دے رہے ہیں کہ ان کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔

تاقیامت اہل ایمان جس طرح بدری صحابہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے رہیں گے اسی طرح فرشتوں میں بدری فرشتوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے،بدری فرشتے وہ ہیں جنہوں میں میدان بدر میں مسلمانوں کی مدد کی تھی۔آسمانوں میں بدری فرشتے بڑے مقامات کے حامل ہیں کیونکہ انہوں نے میدان بدر جیسے معرکے میں آخری نبی جیسی ہستی اور ان کے اہل ایمان ،سابقون الاولون جاں نثاروں جیسی قابل قدر نفوس قدسیہ کی مدد کی تھی اور انہیں ابوجہل اور اس کے فوجیوں پر فتح عطا فرمائی تھی۔اس وجہ سے اللہ تعالی نے ان بدری فرشتوں کی عزت و وقار میں اضافہ کیا اور باقی فرشتے ان ملائکۃ البدر کو بڑی قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بڑے ادب و احترام سے ان کا نام لیتے ہیں۔

الغرض غزوہ بدر سے اسلامی فتوحات کے سالو پر محیط سفر کا سلسلہ شروع ہو گیا اس فتح نے مسلمانوں کے جذبوں کو ایسا دوام عطا کیا کہ پھر آنے والا ہر سال مسلمان جنگجوؤں کی شجاعت اور بہادری کی داستانیں رقم کرنے لگا۔

☆☆☆☆☆

عورت معاشرہ ساز خاندان کی اساس

مرد و زن کے باہمی تعاون سے معاشرہ پروان چڑھتا ہے

8 مارچ کا دن خواتین کے حقوق کے تحفظ کی بجائے متنازعہ بنا دیا گیا

منہاج القرآن ویمن لیگ نے خواتین کے عالمی دن کے موقع پر سیمینار منعقد کیا، اعلامیہ جاری کیا

رپورٹ: عائشہ مبشر

8 مارچ کو پاکستان سمیت دنیا بھر میں خواتین کے حقوق کا عالمی دن منایا جاتا ہے، کچھ عرصہ سے بطور خاص یہ دیکھنے کو مل رہا ہے کہ خواتین کے حقوق کے تحفظ اور بازیابی کی بجائے خواتین کے حقوق کی جدوجہد متنازعہ ہوتی چلی جارہی ہے اور اس کا خواتین کو فائدے کی بجائے نقصان پہنچ رہا ہےکیونکہ معاشرہ کی تشکیل میں بنیادی کردار مرد و زن کا ہے ان دونوں طبقات کے باہمی تعاون سے معاشرہ پروان چڑھتا ہے اگر کسی کی وجہ سے یہ باہمی اختلافات کا شکار ہو جائیں تو معاشرہ کی تعمیر وتشکیل کو زک پہنچتی ہے، معاشرہ حقوق و فرائض کے متوازن نظام سے نمو پاتا ہے لہذا جب بھی حقوق کی بات کی جاتی ہے تو فرائض کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، حقوق نسواں اور آزادی نسواں میں فرق ہے، بحیثیت مسلمان ہم سمجھتے ہیں کہ آج سے 14 سو سال پہلے امت مسلمہ بطور ملت اسلامیہ قرآن وسنت کے نظریہ پر وجود میں آ گئی تھی اور ہر نوع کے نظریاتی جبر و تسلط سے آزاد ہو گئی، بحیثیت پاکستانی شہری ہم سب 14 اگست 1947ء کو آزاد ہو گئے تھے، اس لیے خواتین کے حقوق اور آزادیٔ نسواں میں فرق رکھنا ہو گا، کچھ طبقات جو اپنی سوچ اور فکر میں ابہام اور سرتاپا تضادات سے دو چار ہیں آزادی نسواں کی آڑ میں انتشار کا باعث بن رہے ہیں اور خواتین کے سر پر موجود سیاسی، سماجی، عائلی تحفظ کی چادر کو تار تار کرنے کے درپے ہیں، حقوق نسواں کے حوالے سے موجودہ حالات میں ایک متوازن فکر کو پروان چڑھانا اور لائحہ عمل طے کرنا از حد ضروری ہے، بصورت دیگر فکری انتشار اور تضادات کا شکار مٹھی بھر طبقہ ہماری دینی، قومی، ملی، سماجی اقدار کو ملیا میٹ کر کے رکھ دے گا، اس موقف کے اظہار کی ضرورت اس لیے بھی محسوس کی گئی کہ گزشتہ سال 8 مارچ خواتین کے عالمی دن کے موقع پر کچھ سول سوسائٹی کا لیبل استعمال کرنے والی خواتین وحضرات نے حقوق نسواں اور آزادیٔ نسواں کے نام پر ایسے ایسے سلوگن نمایاں کیے اور موقف اختیار کیا جو مروجہ انسانی اخلاقی، اقدار و روایات سے میل نہیں رکھتا تھا اور اس رویے سے حقوق نسواں کی جدوجہد کو نقصان پہنچا، یہ بات باعث اطمینان ہے کہ قومی میڈیا اور جملہ سیاسی، سماجی، مذہبی جماعتوں اور سول سوسائٹی کے سنجیدہ حلقوں کی طرف سے اسے پذیرائی نہیں ملی۔

یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پاکستان ہو یا خطہ کا کوئی بھی ترقی پذیر ملک خواتین ایک مخصوص استحصالی سوچ کا شکار ہیں، تمام تر آئینی گارنٹیوں اور قانونی تحفظ کے باوجود خواتین کو ان کے جائز حق سے محروم رکھا جاتا ہے اور اس کا استحصال کرنے کے راستے ڈھونڈے جاتے ہیں اور اسے ترقی کی مساوی دوڑ سے باہر کرنے کے لیے ہتھکنڈے بھی اختیار کیے جاتے ہیں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973ء کے آئین کا آرٹیکل 34 جو اس بات پر زور دیتا ہے کہ قومی زندگی

میں عورتوں کی مکمل شمولیت کو یقینی بنایا جائے گا جبکہ یہ بھی ایک تلخ زمینی حقیقت ہے کہ آئین کے مذکورہ آرٹیکل کی روح کے مطابق حکومتیں عملدرآمد میں ناکام رہیں، اس ناکامی کی بے شمار وجوہات ہیں، ان وجوہات میں انتظامی وجوہات کے ساتھ ساتھ سیاسی، سماجی وجوہات بھی شامل ہیں۔

ایسے میں women empowerment کی حقیقی روح کو ازسرنو زندہ کرنے ، انفرادی، معاشرتی ،خاندانی اور عائلی سطح پر عورت کے حقوق کے تحفظ اور معاشرے میں اسے ایسا تقدس اور احترام فراہم کرنے کے لئے کہ جس سے اسکے حقوق کے حقیقی تحفظ کا اظہار ہو، منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام ویمن سمٹ2020اور Women dignity march کا انعقاد کیا گیا،

جس کی صدارت مرکزی صدر منہاج القرآن ویمن لیگ محترمہ فرح ناز نے کی،ریلی سے تحریک انصاف کے پی کے سے رکن اسمبلی محترمہ ملیحہ اصغر، صدر انصاف فیڈریشن محترمہ شہلا خان نیازی،محترمہ فوزیہ اصغر، محترمہ ڈاکٹر فرخندہ جبیں، محترمہ راضیہ نوید، محترمہ نصرت آمین، محترمہ ارشاد اقبال، محترمہ عائشہ مبشر، محترمہ ام حبیبہ، محترمہ انیلا الیاس ، محترمہ رابعہ خان اور محترمہ عذرا اکبر نے اظہار خیال کیا، ایم پی اے ملیحہ اصغر نے کہا کہ قانون بنانے سے زیادہ بڑا چیلنج ان پر عمل درآمد کروانے کا ہے، مرد عورت کے تعاون کے بغیر معاشرہ آگے نہیں بڑھ سکتا، شہلا نیازی نے کہا کہ آج حقوق نسواں کے نام پر اُٹھنے والی آوازوں میں اگر پنجاب، بلوچستان اور سندھ میں ظلم و استحصال کا شکار عورتوں کے لئے بھی کوئی نعرہ ہوتا اور عورت کے حقوق کے لیے اٹھنے والی آوازیں اخلاص پر مبنی ہوتیں تو یقیناً ہم اُن کے ساتھ ہوتے مگر افسوس ان کا ایجنڈا کچھ اور ہے، ویمن سمٹ 2020ء میں شریک جملہ خواتین نے محترمہ فرح ناز کی پیش کردہ درج ذیل نکات پر مشتمل قرارداد کی مکمل تائید وحمایت کی ۔جو درج ذیل نکات پر مشتمل تھی۔

(1) آج کا یہ اجلاس اور پرامن مارچ اتفاق رائے سے قرار دیتا ہے کہ آئین پاکستان اور ملکی و بین الاقوامی قوانین میں خواتین کو تعلیم وتربیت، انصاف وتحفظ کی فراہمی، صحت اور روزگار کے ضمن میں جو گارنٹیاں دی گئی ہیں ان پر ان کی روح کے مطابق عملدرآمد کیا جائے اور خواتین کی حالت زار اور قوانین پر عملدرآمد نہ ہونے سے متعلق ہر سال بجٹ کے موقع پر خصوصی رپورٹ جاری کی جائے اور سال میں کم از کم تین دن خواتین کی حالتِ زار اور ان سے کیے گئے وعدوں اور ان کی بہتری کیلئے قومی اسمبلی، سینیٹ بشمول چاروں اسمبلیوں میں بحث کی جائے اور مسائل کی نشاندہی او ران کے حل کیلئے قراردادیں پاس کی جائیں۔

(2) ویمن امپاورمنٹ کیلئے ضروری ہے کہ پرائمری سے اعلیٰ سطح کی تعلیم فراہم کرنے کے لیے خواتین کیلئے نئی یونیورسٹیاں، کالجز اور سکول بنائے جائیں اور یہ ہدف مقرر کیا جائے کہ کسی بھی بچی کو ناخواندہ نہیں رہنا دیا جائے گا، ناخواندگی کا ذمہ دار خاندان اور ریاست ہوگی۔

(3) آئین پاکستان اور بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں عورت کے سیاسی، سماجی، معاشی کردار کو اجاگر کیا جائے اور حقوق وفرائض کے ضمن میں ایک متوازن سوچ کے ساتھ رائے عامہ ہموار کی جائے، یہ سوچ کہ عورت صرف خدمت گار، چادر اور چار دیواری کی محض چوکیدار،خاندان کی نشوونما اور بچوں کی پرورش تک محدود ہے ایک استحصالی سوچ ہے۔خواتین کو ان کی تعلیم وتربیت اور سماجی حیثیت کے مطابق کردار ادا کرنے کی مکمل اجازت ہونی چاہیے اور اس راہ میں اگر کوئی بے جا رکاوٹیں ہیں تو ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ان رکاوٹوں کو دور کرے۔

(4) آزادی ہر جاندار کا فطری حق ہے مگر اس حق کے استعمال کے لیے کچھ حقوق وفرائض اور حدود و قیود بھی ہیں، تعلیم، روزگار، معاشی سرگرمیوں میں برابری کی بنیاد پر فعال کردارعورت کا حق ہے

5)) خواتین کے حقوق کے حصول کی دوڑ میں مردوں کی تحقیر و تذلیل، خاندانی نظام اور مروجہ اخلاقی، ثقافتی، سماجی، خاندانی روایات کو تہس نہس کرنا یا عائلی زندگی کی ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کرنا حقوق نسواں کے زمرے میں نہیں آتا۔ ایک عورت محض ایک ذی نفس نہیں ہے وہ معاشرہ ساز اور

نسلوں کی امین ہے۔

(6) حقوق نسواں کی جدوجہد کی قوت محرکہ Competetion نہیں Coopration کی سوچ ہونی چاہیے یعنی مقابلہ نہیں موازنہ۔مواخذہ نہیں محاسبہ۔

(7) خواتین سے متعلق استحصالی اور انتہا پسندانہ سوچ کو ختم کرنے کے لیے سیاسی،سماجی،مذہبی جماعتیں، پارلیمنٹریز، علماء و مشائخ، اساتذہ،وکلاء ،جملہ مذاہب کے رہنما متوازن سوچ کو پروان چڑھانے کے لیے اپنا فکری، تقریری، تحریری کردار ادا کریں اور ان مقاصد کے حصول کے لیے سوسائٹی کے تمام طبقات پر مشتمل سہ ماہی کانفرنسز منعقد ہونی چاہئیں اور قومی میڈیا اس کی بھرپور تشہیر کو یقینی بنائے تاکہ خواتین کے حوالے سے ایک مثبت سوچ اور اپروچ کو پروان چڑھایا جا سکے ،خواتین کے حقوق کے نام پر سال میں محض ایک دن منا لینا اور اس کی کوریج کو یقینی بنا لینا کافی نہیں ہے۔

(8) خواتین کے حقوق سے متعلق آئین کے آرٹیکلز، قوانین، سیاسی، مذہبی جماعتوں کے منشور اور مذاہب و مسالک کی حقوق نسواں سے متعلق تعلیمات کو پبلک کیا جائے، اور مذہب کی غلط تشریح کا راستہ روکا جائے تاکہ استحصال کے جتنے بھی چور دروازے ہیں انہیں بند کیا جا سکے۔

9)معاشرے کی حقیقی معمار خاتون ہے کیونکہ ہم بحثیت استاد،ماں ،بہن،بیٹی مختلف کرداروں میں نظر آتی ہیں لہذا خاتون معاشرے میں اپنے حقیقی کردار کو پہچانے پھر نہ تو کسی حوا کی بیٹی کو تیزاب سے جلانے والے اور نہ جہیز کے نام پر قتل کرنے والے مرد اس معاشرہ میں پڑوان چڑھ سکیں گے۔

Women Dignity سمٹ کے اختتام پر March ہوا جس میں اسلام اباد ،راولپنڈی ،چکوال ،جہلم ،مری ،کشمیر ،کوٹلی ستیاں کے علاوہ دیگر شہروں سے کثیر تعداد میں خواتین نے شرکت کی ۔

☆☆☆☆☆

وظیفۂ شفاء:

جملہ ظاہری و باطنی، جسمانی و روحانی امراض و تکالیف کے لئے درج ذیل آیات شفاء کا وظیفہ نہایت مؤثر، مفید اور کثیر برکات کا باعث ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِO بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِO

۱۔ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَO (التوبہ، ۹:۱۴)

۲۔ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ۔ (یونس،۱۰: ۵۷)

۳۔ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ (النحل، ۱۶: ۶۹)

۴۔ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ. (الاسراء،۱۷: ۸۲)

۵۔ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِO (الشعراء،۲۶: ۸۰)

۶۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ۔ (فصلت، ۴۱ : ۴۴)

❁ ان چھ (۶) آیات کو ترتیب سے اکٹھا پڑھیں یہ ایک بار تصور ہوگا۔

❁ ان آیات کی. روزانہ نمازِ فجر کے بعد کم از کم تین بار تلاوت کریں۔ اگر فرصت ہو تو نمازِ مغرب یا عشاء کے بعد جس وقت زیادہ یکسوئی اور تنہائی مل سکے، اس وظیفہ کو اپنا معمول بنالیں۔

☆ ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھنے میں بہت برکات ہیں۔ ☆ ہاتھ پر پھونک کر سینے پر مل لیں اور پانی دم کر کے پئیں۔

❁ اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن یا ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

نوول وبائی عنصر سے جڑی شدید تنفّسی بیماری

کورونا وائرس کی موجودہ قسم پہلی دفعہ سامنے آئی

ماحول اور خود کو صاف ستھرا رکھنے سے اس وباء سے بچا جا سکتا ہے

نمونیا اور تنفسی انفیکشن سے بچنے کی کوشش کی جائے

ویشاء وحید

کورونا وائرس اس وقت دنیا کے لئے خطرہ بن چکا ہے اس وقت تک کئی افراد اس مہلک وائرس کے ہاتھوں لقمہ اجل بن چکے ہیں ۔کورونا وائرس کی موجودہ قسم پہلی دفعہ سامنے آئی ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا ابھی تک کوئی واضح علاج دریافت نہیں کیا جا سکا ،اس کا علاج احتیاط پر مبنی ہے یہی وجہ ہے کہ اس وقت دنیا بھر میں لاک ڈاون کی صورتحال ہے چین،اٹلی اور یورپ کے کئی ممالک میں لوگ گھروں میں محصور ہیں۔

مسبب عنصر:

"نوول وبائی عنصر سے جڑی شدید تنفّسی بیماری "ووہان، ہوبی صوبہ، میں دسمبر 2019 سے وقوع پذیر ہونے والے وبائی نمونیا کے کیسز کے جھرمٹ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مین لینڈ ہیلتھ اتھاریز کی طرف سے تحقیقات کے مطابق، ایک نوول کرونا وائرس اس کا مسبب عنصر ہے۔

علامات:

مین لینڈ ہیلتھ اتھاریز کی طرف سے فراہم کردہ معلومات کے مطابق، کیسز کی علامات میں بخار، بے چینی، خشک کھانسی اور سانس لینے میں دقت شامل ہیں۔ بعض کیسز میں سنگین حالت ہو جاتی ہے اور مریض کے گردے بھی ناکارہ ہو جاتے ہین۔ زائد العمر افراد یا ایسے افراد جن کے اندر کوئی بیماری پہلے سے موجود ہو ان کو شدید خطرہ ہوتا ہے کہ ان کی بیماری بگڑ کر سنگین صورت اختیار کر لے ۔

منتقلی کا طریقہ اور انکیوبیشن مدت:

نوول کرونا وائرس کی منتقلی کا بنیادی طریقہ تنفّسی قطروں کے ذریعے ہوتا ہے، اور یہ وائرس چھونے کے ذریعے بھی منتقل ہوتا ہے یہ تقریبا۱۲ گھنٹوں تک زندہ رہتا ہے فضاء میں اسکی مدت ۳ سے چار گھنٹوں پر محیط ہوتی ہے۔ موجودہ معلومات کے مطابق انکیوبیشن مدت ایک سے بارہ ایام پر محیط ہے (یہ اس کا اوسط اندازہ ہے)، مگر یہ 14 ایام تک طویل ہو سکتا ہے۔

انتظام:

بنیادی علاج معاونت فراہم کرنے پر مشتمل ہے۔

علاج :

فی الوقت اس وبائی بیماری کے لیے کوئی ویکسین نہیں ہے۔

احتیاطی تدابیر:

نمونیا اور تنفّسی نالی کے انفیکشن سے بچاؤ کے لیے عامۃ الناس کو ہمیشہ عمدہ شخصی اور ماحولیاتی حفظان صحت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں چند گزارشات ہیں جن پر عمل کر کے اس مہلک مرض سے بچا جا سکتا ہے:

چھینکنے اور کھانسنے سے قبل اپنے منہ، ہاتھ ٹشو پیپر سے ڈھانپ لیں۔ آلودہ آلائشوں کو ڈھکن والی ردی کی ٹوکری میں تلف کریں پھر اچھی طرح سے ہاتھ دھوئیں اور جب تنفّسی علامات محسوس ہوں تو سرجیکل ماسک پہن لیں ان دنوں غیر ضروری سفر سے گریز کریں

کوشش کریں کہ پرہجوم مقامات پر ٹھہرتے ہوئے سرجیکل ماسک پہن لیں۔ یہ اہم ہے کہ ماسک عوامی ذریعہ نقل وحمل اختیار کرتے وقت ماسک کو درست طریقے سے پہنا جائے اس کے ساتھ ساتھ میں ماسک کو پہننے سے قبل اور اتارنے کے بعد ہاتھ کی صحت کا خیال رکھا جائے۔

ہاتھوں کی صفائی کثرت سے کریں بالخصوص منہ، ناک یا آنکھوں کو چھونے سے قبل احتیاط ضروری ہے۔ اس کے علاوہ کھانے سے قبل اور بعد میں، عوامی تنصیبات جیسا کہ ہینڈ ریلز یا دروازے کی نابز کو چھونے کے بعد، کھانسنے اور چھینکنے کے بعد جب ہاتھ تنفّسی رطوبات سے آلودہ ہوں ہاتھوں کو دھونا ازحد ضروری ہے۔ ہاتھ کم از کم 20 سیکنڈوں کے لیے، صابن اور پانی سے دھوئیں۔ پھر ایک قابل تلف کاغذی تولیہ یا ہینڈ ڈرائر سے خشک کریں اگر ہاتھ دھونے کی سہولیات دستیاب نہ ہوں یا جب ہاتھ واضح طور پر گندے نہ ہوں، تو ÷80 تا 70 الکوحل کے بنے ہوئے ہینڈ رب سے ہاتھ کو صاف کرنا ایک موثر متبادل ہے؛ نکاسی کے پائپوں کو درست حالت میں رکھیں اور ماحولیاتی حفظان صحت کو یقینی بنانے کی کوشش کریں۔

چھینکنے اور کھانسنے سے قبل اپنے منہ، ہاتھ ٹشو پیپر سے ڈھانپ لیں۔ آلودہ آلائشوں کو ڈھکن والی ردی کی ٹوکری میں تلف کریں پھر اچھی طرح سے ہاتھ دھوئیں اور جب تنفّسی علامات محسوس ہوں تو سرجیکل ماسک پہن لیں ان دنوں غیر ضروری سفر سے گریز کریں، ان ممالک رخطوں میں بخار یا تنفّسی علامات کا شکار افراد کے ساتھ قریبی رابطہ سے گریز کریں جہاں ممکنہ طور پر نوول کرونا وائرس ممکنہ طور پر کمیونٹی میں منتقل ہو رہا ہو۔ اگر ان کے ساتھ رابطہ رکھنا ناگزیر ہو تو، ایک سرجیکل ماسک پہن لیں ۔ اگر ہسپتال جانا ضروری ہو تو سرجیکل ماسک پہن لیں اور کوشش کریں کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کریں۔

خوراک کے تحفظ اور حفظان صحت کے اصولوں کی پابندی کریں جیسا کہ خام اور ادھ پکی گوشت کی اشیاء کے استعمال سے گریز کریں ہمارے ہاں گھر سے باہر کھانا کھانے اور ریڑھیوں سے کھانے کا رواج عام ہے کوشش کریں کے اگلے دو ماہ تک کم از کم گھر سے باہر کھانا کھانے سے گریز کریں ذاتی صفائی کا بھی خصوصی اہتمام کریں ہو سکے تو روزانہ یا کم از کم ہر دوسرے دن غسل کریں اگر طبیعت خراب محسوس ہو بالخصوص اگر آپ بخار یا کھانسی محسوس کر رہے ہیں تو فوری طور پر طبی مشورہ طلب کریں پہل کرتے ہوئے ڈاکٹر کو اپنی تازہ سفری ہسٹری سے بھی آگاہ کریں ۔

بحیثیت مسلمان ہمارا اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہے وہ ایسی بیماریوں اور آفات کے ذریعے اپنے بندوں کو آزماتا ہے ۔کورونا وائرس سے موت کے چانسز زیادہ سے زیادہ دس فیصد ہونگے مگر زیادہ تر افراد اس کے خوف میں مبتلا ہیں اور اسے موت کا یقینی پروانہ سمجھ رہے ہیں ۔اس وقت ہر انسان کی قوت مدافعت اُسے اس مرض سے چھٹکارا دلا سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

﴿نوٹ﴾

شیخ الاسلام نے کورونا وائرس سے نجات کے لیے وظیفہ مختص فرمایا ہے کہ روزانہ ایک تسبیح سورۃ فاتحہ کی پڑھیں۔ اگر ایک تسبیح پڑھنا ممکن نہ ہو تو 40 مرتبہ روزانہ سورۃ فاتحہ ضرور پڑھیں تاکہ اس موذی مرض سے محفوظ رہ سکیں۔

ماخوذ از تعلیمات سیریز

خون کا عطیہ دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

آپ ﷺ رمضان المبارک کی آمد پر بے حد مسرور ہوتے تھے

روزے کی حقیقی برکات سمیٹنے کے لیے احکام و مسائل سے آگاہی ضروری ہے

مرتبہ: فریدہ سجاد

ماہ رمضان المبارک مسلمانوں کے لئے رحمتیں اور برکتیں لے کر آتا ہے ہر مسلمان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ فیوض و برکات سمیٹ سکے اس ماہ مبارک کی اہمیت کا اندازہ حضور ﷺ کے معمولات سے لگایا جا سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک سے اتنی زیادہ محبت فرماتے کہ اکثر اس کے پانے کی دُعا فرماتے تھے اور رمضان المبارک کا اہتمام ماہ شعبان میں ہی روزوں کی کثرت کے ساتھ ہو جاتا تھا۔

حضور نبی اکرم ﷺ اس مبارک مہینے کو خوش آمدید کہہ کر اس کا استقبال فرماتے اور صحابہ کرام سے سوالیہ انداز میں تین بار دریافت کرتے:

مَاذَا یَسْتَقْبِلُکُمْ وَتَسْتَقْبِلُوْنَ؟

کون تمہارا استقبال کر رہا ہے اور تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا کوئی وحی اترنے والی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: کسی دشمن سے جنگ ہونے والی ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: پھر کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنّ اللهَ یَغْفِرُ فِی أَوّلِ لَیْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِکُلِّ أَهْلِ الْقِبْلَةِ.

(منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۶۴، رقم: ۱۵۰۲)

بے شک اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کی پہلی رات ہی تمام اہلِ قبلہ کو بخش دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جیسے ہی ماہ رجب کا چاند طلوع ہوتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمّ بَارِکْ لَنَا فِی رَجَبٍ، وَشَعْبَانَ، وَبَارِکْ لَنَا فِی رَمَضَانَ. (أبونعیم، حلیة الأولیاء، ۶: ۲۶۹)

اے اللہ! ہمارے لئے رجب، شعبان اور (بالخصوص) ماہ رمضان کو بابرکت بنا دے۔

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو مسلسل دو ماہ تک روزے رکھتے نہیں دیکھا مگر آپ ﷺ شعبان المعظم کے مبارک ماہ میں مسلسل روزے رکھتے کہ وہ رمضان المبارک کے روزہ سے مل جاتا۔

آپ کی اتباع میں صحابہ کرام کا بھی یہی معمول ہوتا حضرت انس رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمول پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان المسلمون إِذَا دَخَلَ شَعْبَانُ أکبُّوا علی المصاحِفِ فقرؤوها، وأَخْرَجُوْا زَکَاةَ أموالهم تقویَةً للضّعیفِ والمسکینِ علی صیامِ و رمضانَ.

(ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف: ۲۵۸)

شعبان کے شروع ہوتے ہی مسلمان قرآن کی طرف جھک پڑتے، اپنے اَموال کی زکوۃ نکالتے تاکہ غریب،

مسکین لوگ روزے اور ماہ رمضان بہتر طور پر گزار سکیں۔

رمضان المبارک کے فیوض و برکات سمیٹنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم روزہ کے احکام و مسائل سے بھی بخوبی آگاہ ہوں تاکہ ہماری عبادات میں سقم نہ رہے اسی سلسلہ میں ذیل میں روزہ سے متعلق چند مسائل سوالا جوابا پیش کیے جا رہے ہیں۔

سوال: کیا رمضان کے روزے کے دوران دانت نکلوانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جب کہ دانت سے خون بھی نہ نکلا ہو؟

جواب: دانت نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر کوئی انجکشن لگایا جائے نہ کوئی ایسی دوا استعمال کی جائے جو گلے کے اندر جائے، نہ ہی خون کا کوئی قطرہ یا کوئی بھی چیز گلے کے اندر جائے تو اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال: اگر ایک آدمی جس کے اوپر رمضان کے روزے قضاء تھے اس کی وفات ہوگئی کیا اب اس کا بیٹا اس مرحوم کی جگہ قضاء روزے رکھ سکتا ہے؟

جواب: ایسی صورت میں فوت ہونے والے کے مال سے یا اس کے ورثاء میں سے کوئی اپنے مال سے فی روزہ دو کلو گندم یا آٹا، چار کلو کھجور یا جو یا پھر اجناس کے برابر ان کی قیمت فدیہ دے دیں۔

سوال: قضائے عمری سے کیا مراد ہے؟

جواب: اگر کسی شخص کی بہت سی نمازیں قضا ہو چکی ہوں جن کے بارے میں اسے علم نہ ہو کہ کس وقت کی نمازیں زیادہ قضا ہوئیں اور کس وقت کی کم تو اسے چاہیے کہ اوقات ممنوعہ کے علاوہ بقیہ اوقات میں ان نمازوں کو ادا کرے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ نوافل و سنن کی بجائے صرف فرض رکعتیں ادا کرے۔ اسی کو قضائے عمری کہتے ہیں۔

بعض لوگوں میں یہ مغالطہ پایا جاتا ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ کو ایک دن کی پانچ نمازیں بمع وتر پڑھ لی جائیں تو ساری عمر کی قضا نمازیں ادا ہو جائیں گی۔ یہ قطعاً باطل خیال ہے۔ رمضان کی خصوصیت، فضیلت اور اجر و ثواب کی زیادتی اپنی جگہ لیکن ایک دن کی قضا نمازیں پڑھنے سے ایک دن کی ہی نمازیں ادا ہوں گی ساری عمر کی نہیں۔

سوال: اگر شوگر کا مریض روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر رمضان کے بعد بھی صحت یاب ہونے کی کوئی امید نہ ہو تو فدیہ دے دیا جائے، جو کہ دو کلو گندم، اس کا آٹا یا اس کی قیمت فی روزہ ہے۔ کھجور یا جو دینا چاہے تو چار کلو ہو گا۔

(مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی)

سوال: افطاری کا افضل ترین وقت کیا ہے؟ اذان کے بعد یا پہلے؟۔

جواب: احادیث مبارکہ میں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات اس طرف سے آ رہی ہو اور دن اس طرف سے جا رہا ہو اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار روزہ افطار کرے۔ (بخاری شریف، رقم: ۱۸۵۳)

یعنی معلوم ہوا کہ روزہ افطار کرنے کا وقت غروب آفتاب ہے۔ جونہی غروب آفتاب ہو روزہ افطار کر لینا چاہیے۔ حدیث مبارکہ میں ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ہمیشہ خیر وخوبی سے رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

(بخاری شریف رقم: ۱۸۵۶)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور ﷺ غروب آفتاب کے فورا بعد روزہ افطار فرماتے تھے۔ کھجور ہوتی تو کھجور کیساتھ نہیں تو پانی کے ساتھ روزہ افطار فرماتے۔ باقی رہا مسئلہ دعا کا مروجہ دعا جو ہم مانگتے ہیں یہ تو نہیں لیکن یہ بھی اس میں چند الفاظ کا اضافہ ہے جو حضرت معاذ نے روایت کی ہے۔

سوال: کیا نفلی روزوں کے دوران خون کا عطیہ دے سکتے ہیں؟

جواب: روزہ نفلی ہو یا فرض خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن دوران روزہ خون نکلنے کی وجہ سے بے ہوش ہو جانے یا کسی بھی مسئلہ کی بنا پر کوئی چیز کھلانے، پلانے یا انجکشن وغیرہ لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ واللہ و رسولہ اعلم بالصواب۔ (أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۰۱، رقم: ۲۱۸۰۱)

☆☆☆☆☆

مذہب انسانی زندگی میں نظم لاتا ہے

ماہِ مبارک میں امتِ مسلمہ کو رجوع الی القرآن کی دعوت دی جائے

حافظہ سحر عنبرین

مذہب کا اصل مقصد انسانی زندگی میں تہذیب اور نظم پیدا کرنا ہے۔ انسان کی تمام ضروریات ظاہریہ و باطنیہ کا اہتمام مذہبی رسوم و رواج کے ذریعے کیا گیا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب تزکیہ نفس و روح اور اخلاق حسنہ کی ترویج کا درس دیتے ہیں مگر دین اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی دینی و دنیوی تمام ضروریات کے لیے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن روزہ ہے جو کہ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں فرض کیا گیا ہے۔ یوں تو حضور نبی اکرم ﷺ کی امت پر اللہ رب العزت کے بے شمار انعامات و احسانات ہیں مگر ماہ رمضان المبارک اللہ کا خاص انعام ہے جس میں ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل پر بے پناہ اجرو ثواب کی نوید سنائی گئی ہے اور گذشتہ گناہوں کی مغفرت کا اعلان کیا گیا ہے۔

روزہ جہاں بے پناہ اجرو ثواب کا باعث بنتا ہے وہیں انسانی زندگی میں نظم پیدا کرتا ہے۔ خاص اوقات کار کی پیروی کرنا، عبادات اور دنیوی معاملات میں توازن پیدا کرنا اور اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہونا رمضان المبارک کے خواص میں سے ہے۔ روزہ انسان کو روحانی زندگی کی تکمیل میں مدد دیتا ہے اور قرب الٰہی کا باعث بنتا ہے۔ اللہ رب العزت نے تمام امتوں پر روزہ فرض کیا ہے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ دعوت و تبلیغ حق کے عظیم فریضہ کی ادائیگی کے لیے ہمہ وقت مختلف جہتوں میں سرگرم عمل رہتی ہے مگر رمضان المبارک جیسے بابرکت مہینے میں جب عوام الناس کے دلوں کی کھیتیاں نرم ہوتی ہیں اور خواص و عام کی روح اپنے خالق حقیقی کی طرف متوجہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ منہاج القرآن ویمن لیگ نظامت دعوت و تربیت نے رمضان المبارک میں منفرد اخلاقی و روحانی نوعیت کی سرگرمیوں کے لیے ایک جامع پلان مرتب کیا ہے۔

امید ہے کہ یہ رمضان المبارک کے مہینے کی مسلسل جدوجہد مثبت نتائج کے حصول میں پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

دورانیہ: 25 شعبان المعظم تا 15 شوال

پروگرامز: استقبال رمضان المبارک، قرآنی خوانی/ ماہانہ ختم الصلوۃ علی النبی ﷺ بعنوان استقبال رمضان، دروس عرفان القرآن، اجتماعات صلوٰۃ التسبیح، ماہانہ شب بیداری وختم الصلوۃ النبی ﷺ، عید ملن پارٹی۔

ان تمام سرگرمیوں کی تفصیل آگے ملاحظہ فرمائیں:

استقبال رمضان:

رمضان المبارک وہ بابرکت مہینہ ہے جس کا انتظار امت مسلمہ کو پورا سال بے چین کیے رکھتا ہے اور اس کی آمد قریب آتے ہی ہر مومن کا دل شاد ہوجاتا ہے۔ رمضان المبارک میں اللہ رب العزت کی خاص رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور ان رحمتوں، برکتوں اور انعامات کا استقبال خوش دلی سے کرنا ہر مسلمان کے لیے باعث سعادت ہے۔

دورانیہ: رمضان المبارک کے استقبال کے لیے 25

شعبان المعظم سے 30 شعبان المعظم کا دورانیہ مختص کیا گیا ہے۔

سیدہ کائناتؓ کانفرنس:

چونکہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی ترجیحات میں خواتین کی مذہبی و روحانی، علمی وفکری، شعوری اور علمی و اخلاقی تربیت شامل ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس عظیم مشن مصطفوی کے قیام کو عمل میں لاتے ہی خواتین کے لیے ایک منفرد اور منظّم فورم تشکیل دیا جسے آج دنیا منہاج القرآن ویمن لیگ کے نام سے جانتی ہے۔ آپ نے خواتین کو سیدہ کائناتؓ کے اسوہ پرعمل پیرا ہونے کی ترغیب دی اور اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنے حقوق اور ذمہ داریاں سرانجام دینے کا شعور بخشا۔

وطن عزیز میں پچھلے کچھ سالوں سے خواتین کے حقوق اور ان کی آزادی کے مطالبوں کے نام پر کچھ ایسے تہذیب وکو مذہب کے ساتھ جوڑ کر خواتین کو ان کے اصل مقام سے دور رکھا گیا اور ایسے نظریات نے جگہ بنالی ہے جو نہ تو اسلام سے کچھ تعلق رکھتے ہیں نہ تہذیب و تمدن ان کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی کوئی لبرل آزاد جمہوری موڈریٹ ذہن ان کو قبول کرتا ہے۔

ایسے حالات میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ شیخ الاسلام کی تربیت کی روشنی میں امت مسلمہ کی بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کو ان کی عظمت و رفتہ کی یاد دلایں جوصرف اسوہ سیدہ کائناتؓ کا پرچار کرنے سے ہی ممکن ہے۔

چونکہ سیدہ کائناتؓ کا یوم وصال 3رمضان المبارک ہے۔ اسی مناسبت سے مرکزی نظامت دعوت وتربیت نے اس سال بھی خصوصی طور پر سیدہ کائناتؓ کانفرنسز کے لیے ایک لائحہ عمل تیار کیا ہے۔ اس کانفرنس کا لائحہ عمل پیش کیا جارہا ہے تاکہ بحسن وخوبی اس کا انعقاد کیا جاسکے۔

عنوان: خواتین کی کامیابی کا راستہ: اسوہ فاطمۃ الزہراءؓ یا خواتینِ اسلام کی فوز وفلاح: اسوہ فاطمۃ الزہراءؓ

ذیلی عنوانات: ۱۔ سیدہ کائنات اور عظمت نسواں، ۲۔سیرت سیدہ کائنات اورحقیقتِ آزادی نسواں، ۳۔عہد حاضر میں خدمتِ دین کے تقاضے اورخواتین کی ذمہ داریاں، ۴۔اسوہ سیدہ کائنات اور مقصدِ حیات کا شعور، ۵۔مناقب سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ (قرآن حکیم کی روشنی میں)، ۶۔نصرت دین میں سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کا کردار

دروس ترجمۃ القرآن کامطالعہ:

ماہ رمضان المبارک کا قرآن مجید سے ایک خاص تعلق ہے یہی وہ مہینہ ہے جسے نزول قرآن سے نسبت حاصل ہے اور اس بابرکت مہینے میں قرآن کی تلاوت، قرآن فہمی اور قرآن مجید سے الفت ومحبت میں غیرمعمولی اضافہ ہوجاتا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کی دعوتی فکر میں رجوع الی اللہ اور رجوع الی الرسولﷺ کے بعد رجوع الی القرآن ایک عظیم فریضہ ہے۔ امت مسلمہ میں قرآن فہمی کوفروغ دینے کے لیےمنہاج القرآن ویمن لیگ نظامت دعوت و تربیت نے ضلعی وتحصیلی تنظیمات کے لیے پلان ترتیب دیا ہے جوکہ درج ذیل ہے:

دروس قرآن کے موضوعات:

5 روزہ دروس عرفان القرآن کے موضوعات درج ذیل ہوں گے:

☆ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں فضیلت رمضان+ ایمان کی حقیقت

☆ قیام اللیل، خشیت الٰہی اور گریہ و زاری+ ایمان، یقین اورصحبت صالح سےتقویٰ کا حصول

☆ نورالٰہی کے سرچشمے قرآن اور صاحب قرآنﷺ

☆ حضورﷺ کاحسن خَلق اورحسن خُلق

☆ روزہ اورمعمولات نبویﷺ

صلوٰۃ التسبیح برائے جمعۃ المبارک:

رمضان المبارک میں جہاں تلاوت قرآن مجیدکا شغف بڑھتا ہے وہیں قیام وسجود کا ذوق بھی عام مہینوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ عام طور پرخواتین جمعۃ المبارک کے دن صلوٰۃ التسبیح کا خاص اہتمام کرتی ہیں اس مبارک مہینے میں تمام عبادتوں کا اجروثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے اورصلوٰۃ التسبیح کو احادیث میں فرشتوں کی عبادت کے مماثل قرار دیا گیا۔ لہٰذا روحانی بلندی اور سکون قلب کے حصول کے لیے صلوٰۃ التسبیح کے اجتماعات منعقد کرانا بھی اس سال رمضان المبارک کے ورکنگ پلان کا حصہ ہے۔☆☆☆☆☆☆

گلدستہ

اعتدال، صبر اور علم کی طاقت

اللہ کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا نام صبر ہے

اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے میں بھی اعتدال اختیار کرنے کا حکم ہے

مرتبہ: ماریہ عروج

وقت کی قدر کیجئے:

جنہوں نے وقت کی قدر نہیں کی وہ دنیا میں رسوا ہوئے اور آخرت میں ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”نعمتیں ایسی ہیں جس میں اکثر لوگ غفلت کا شکار ہیں صحت اور خالی وقت۔ (بخاری، ۵، ۲۳۷۵، رقم ۶۰۴۹)

عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرنا اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرنا، اپنی صحت و تندرستی کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔ (حاکم المستدرک، ۴: ۳۴۱، رقم: ۷۸۴۶)

علم کی طاقت:

کولمبس جس نے امریکہ دریافت کیا وہ ایک جہاز ران کا بیٹا تھا اسے ستاروں کی چال کا بخوبی علم تھا کیونکہ اس علم پر جہاز رانی موقوف ہے۔

ایک دن کولمبس کو خیال آیا کہ سمندر کا دوسرا کنارا بھی دیکھنا چاہئے چنانچہ شاہی دربار کی امداد سے دو جہاز لے کر بحری سفر پر روانہ ہوا اور ستاروں کی راہ نمائی سے امریکہ پہنچا۔ اس وقت امریکہ کے لوگ جنگلی جانوروں کی طرف سے تھے۔ کولمبس نے ان پر حکومت جمانی چاہی تو انہوں نے مقابلہ کیا۔ کولمبس کے ساتھی تعداد میں کم تھے اور لڑائی پر پورے نہ اتر سکتے تھے۔ آخر سوچتے سوچتے اس کو یاد آیا کہ کل سورج گرہن ہوگا۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے وحشیوں کے سردار کو بلا کر کہا اگر تم ہماری فرمانبرداری نہ کرو گے تو میں سورج کو حکم دوں گا وہ تمہیں جلا کر راکھ کر دے گا۔ اس وقت تو وحشی چپکے سنتے رہے مگر دوسرے دن جب سورج کو گرہن لگنا شروع ہوا تو وہ بہت گھبرائے، غرض کولمبس کو جادوگر اور کراماتی بزرگ سمجھ کر اس کے پاس حاضر ہوئے اور اطاعت قبول کر لی۔ علم میں کتنی طاقت ہے کہ جو کام بہت بڑی فوج نہ کر سکتی تھی وہ علم کے ایک نکتے نے ذرا سی دیر میں کر دیا۔

سپیشل تکہ مصالحہ:

ثابت کالی مرچ ایک چائے کا چمچ، سفید زیرہ ایک کھانے کا چمچ، ثابت دھنیا ایک کھانے کا چمچ، خشخاش ایک چائے کا چمچ، دار چینی انچ کا ٹکڑا، لونگ چھ سے سات عدد، ہری الائچی پانچ سے چھ عدد، بڑی الائچی تین عدد، ثابت لال مرچ پانچ سے چھ عدد، جائفل ایک عدد، جاوتری دو عدد، نمک ایک چائے کا چمچ، گوشت گلانے والا پاؤڈر دو کھانے کے چمچ

ترکیب:

گوشت گلانے والا پاؤڈر اور نمک کے سوا سب مصالحے توے پر بھون لیں۔ پھر مصالحہ پیسنے والے بلینڈر میں ڈال کر پیس لیں۔ گوشت گلانے والا پاؤڈر اور نمک پسے مصالحے میں مکس کر لیں۔ اور کسی بوتل میں ڈال لیں۔ یہ مقدار ایک کلو گوشت کیلئے ہے۔ زیادہ بنا کر رکھنا ہو تو مقدار زیادہ کریں ایئر ٹائٹ جار میں رکھیں۔

☆☆☆☆☆

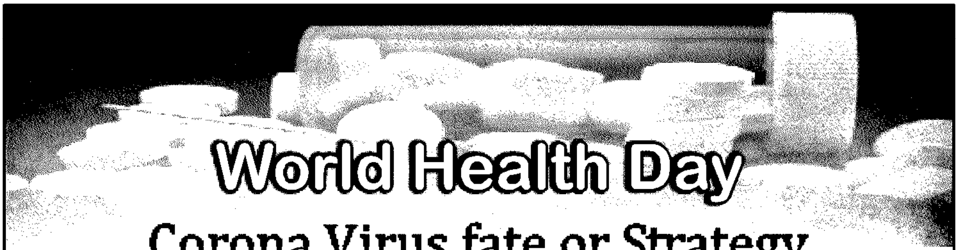

World Health Day

Corona Virus fate or Strategy Prophet SAW adopted strategy for plauge

Hadia Saqib

April 7 of each year marks the celebration of World Health Day. From its inception at the First Health Assembly in 1948 and since taking effect in 1950, the celebration has aimed to create awareness of a specific health theme to highlight a priority area of concern for the World Health Organization.

The World Health Organization on Wednesday declared the rapidly spreading coronavirus outbreak a pandemic, acknowledging what has seemed clear for some time - the virus will likely spread to all countries on the globe.

What is Coronaviruses (CoV)

Coronaviruses (CoV) are a large family of viruses that cause illness ranging from the common cold to more severe diseases such as Middle East Respiratory Syndrome (MERS-CoV) and Severe Acute Respiratory Syndrome (SARS-CoV) .

Coronavirus disease (COVID-19) is a new strain that was discovered in 2019 and has not been previously identified in humans Coronaviruses are zoonotic, meaning they are transmitted between animals and people. Detailed investigations found that SARS-CoV was transmitted from civet cats to humans and MERS-CoV from dromedary camels to humans. Several known coronaviruses are circulating in animals that have not yet infected humans.

How Coronavirus is transmitted

Coronavirus (COVID-19) is transmitted both directly and indirectly

Directly: SARS-CoV-2 spreads mostly from person to person through close contact or from droplets that are scattered when a person with the virus sneezes or coughs. Although it's much less common, there's a possibility that someone who is infected with the coronavirus can transmit the virus even if they're not showing symptoms.

Indirectly: It's also possible that the virus can be transmitted via touching virus-contaminated surfaces and then touching your mouth or nose. However, this isn't

the main way the novel coronavirus spreads.

Symptoms of Coronavirus

Day 1-3 Run a fever Mild Sore throat

Day 4 Sore throat Hoarse Voice Body temperature increases Begin anorexia Have headache Have diarrhea

Day 5 Experience fatigue Muscle Pain Dry Cough

Day 6 Mild fever (about 37 C) Productive cough or dry cough Difficulty in breathing Diarrhea or Vomiting

Day 7 High fever Cough and have more spulum Body aches and Pains Vomiting and Diarrhea

Day 8-9 Symptoms get worse Messy fever Cough get worse Difficult breathing

At this stage, a patient should visit doctor for blood test and chest X-ray to check COVID-19 infection

How to protect yourself from Coronavirus

" Regularly and thoroughly clean your hands with soap and water. for at least 20 seconds. If you don't have soap and water, you can also use hand sanitizer with at least 60 percent alcohol.

" Maintain at least 1 metre (3 feet) distance between yourself and anyone who is coughing or sneezing.

" Avoid touching eyes, nose and mouth

" Practice respiratory hygiene

" If you have fever, cough and difficulty breathing, seek medical care early

" Stay informed and follow advice given by your healthcare provider

Other ways to protect yourself include the following:

" Don't share personal items with others. This includes things like drinking glasses, utensils, toothbrushes, and lip balm.

" Wipe down high-touch surfaces like doorknobs, keyboards, and stair rails in your home with household cleaners or a diluted bleach solution.

" Wash your hands or use a hand sanitizer after touching surfaces like elevator or ATM buttons, gas pump handles, and grocery carts.

Islamic Emphasizes on self-healthcare

From an Islamic perspective health is viewed as one of the greatest blessings that Allah Almighty has bestowed on mankind. It should be noted that the greatest blessing after belief is health, as narrated in the following Hadith:

The final messenger of Allah, Prophet Muhammad (peace and blessings be upon him) mounted the pulpit, then wept and said, "Ask Allah (swt) for forgiveness and

health, for after being granted certainty, one is given nothing better than health."

Allah Almighty has entrusted us with our bodies for a predestined period of time. He will hold us to account on how we looked after and utilised our bodies and good health.

It has been narrated that Prophet Muhammad (peace and blessings be upon him) said:

"No one will be allowed to move from his position on the Day of Judgement until he has been asked how he spent his life, how he used his knowledge, how he earnt and spent his money and in what pursuits he used his health".

CoronaVirus (COVID-19) Fate or Strategy?

Fate and Strategy are two separate subjects. Following precautionary measures and submission to the will of Allah Almighty is another separate topic. These two things are mingled by the people due to the lack of knowledge. Allah Swt and Prophet Swt has strictly commanded to act upon the precautionary measures against any disease and neglecting is disliked near Allah swt and Prophet saw.

Prophet SAW adopted strategy for Plague (Taoon)

The plague is one of the epidemic diseases occurred in the period of Prophet Muhammad SAW. Which also caused hundreds of casualties. Prophet SAW gave strict orders against the disease. As mentioned in the Hadith below:

Narrated 'Amir bin Sa`d bin Abi Waqqas:

That he heard Usama bin Zaid speaking to Sa`d, saying, "Allah's Messenger (?) mentioned the plague and said, ' whoever hears that there is an outbreak of plague in some land, he should not go to that land, and if the plague breaks out in the land where one is already present, one should not run away from that land, escaping from the plague."

There have been ten such disease spread in the world. In this situation of epidemic disease both, the government and general public has some responsibilities. Neglecting precautions is also a disliked act Infront of Allah Almighty and Prophet SAW. It is the social responsibility of everyone spread the awareness and follow the precautions to protect the people from virus around you. May Allah Almighty protect us from all diseases including coronavirus, bless recovery to the sick ones and rest the departed souls in eternal peace.

☆☆☆☆☆

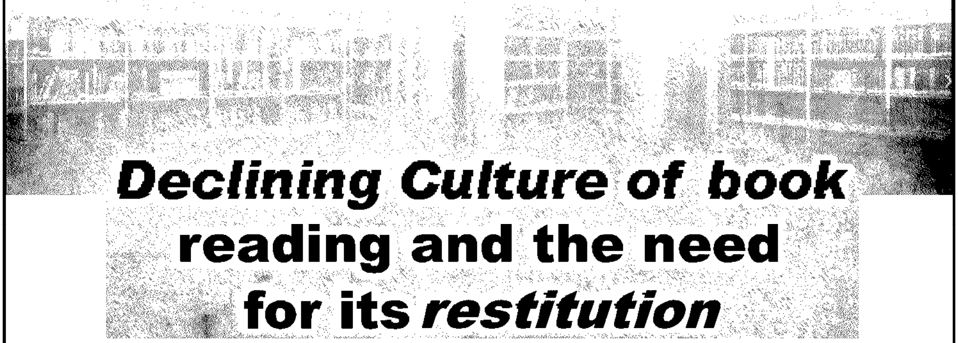

Declining Culture of book reading and the need for its *restitution*

Jaweria Waheed

Amongst other positive social values the culture of reading is also persistently declining leading to more intolerance and biasness in our social behaviours which is an indicator of our intellectual decay as well. Since the beginning of the 21st century, the claim that we are at 'the pinnacle of civilizatin' has been heard numerous times. It is true that the recent teachnological developments and accessibility to electronic devices is unprecedented, yet this has resulted in the decline of one thing that according to historians made our civilization; Reading.

Most people around us, especially youngsters, are gradually losing interest in reading; whether it is reading a newspaper, a simple magazine or a book. Indeed, the very place that reading occupies in our society appears to be shrinking. According to some people, it is teachnology that is to be blamed for this as they believe that various electronic devices and the subsequent explosion of social media have all contributed directly or indirectly towards this decline by making it more and more difficult for people to 'find time' to read. Viewed from a different perspective, others argue that the decline in reading is a reflection of the decline in the value of education as a status symbol. The root of the problem turning ours into a non-reading society lies in our flawed education system. The fallacious curriculum doesn't offer any room for general reading and creative writing. Teachers just following the syllabus are rarely found motiviating students towards general reading to acquire in-depth knowledge. As a result, most of the

students are turned exam-oriented. They never read to develop indeas and expand the horizons of their vision but just to get through their papers. (Brikerts, 2004)

Whatever be the reason that lies behind this decline, it is crucial that the current trend be reversed for as Neil Postman once wrote in his book "Amusing Ourselves to Death". which was about the repercussions of a decline in reading- "a mode of thinking is being lost." For this to happen, it is essential that children be encouraged to read from a young age. if instilled from an early age, this habit of reading might then remain throughout their lifetime. In the same line of thought, it is important that academic institutions join the battle by not only providing books to students but by making a wide variety of books available in order to appeal to the different interests students might hold. Simultaneously, library classes should be monitored to ensure that students are not only 'turning pages' but actually reading. Moreover, the tradition of reading can be revived if we make effective use of technology by promoting online reading materials and by setting up online book clubs. Whatever be the method used, it is urgent that the decline in the reading culture be reversed at the earliest possible for the importance of reading cannot be overstated. (Dickinson, Griffith, Golinkoff & Hirsh-Pasek, 2012)

Information has value, and the right information has enormous value. For all of human history, we have lived in a time of information scarcity, and having the needed information was always important, and always worth something: when to plant crops, where to find things, maps and histories and stories- they were always good for a meal and company. Information was a valuable thing, and those who had it or could obtain it could charge for that service.

In the last few years, we've moved from an information-scarce economy to one driven by an information glut. According to Eric Schmidt of Google, every two days now the human race creates as much information as we did from the dawn of civilization until 2003. That's about five exobytes of data a day, for those of you keeping score. The challenge becomes, not finding that scarce plant growing in the desert, but finding a specific plant growing in a jungle. We are going to need help navigating that information to find the thing we actually need. (Collins, 2010)

Libraries are places that people go to for information. Books are only the tip of the information iceberg; they are there, and libraries can provide you freely and legally with books. More children are borrowing books from libraries than ever before- books of all kinds: paper and digital and audio. But libraries are also, for example, places that people, who may not have computers or internet connections, can go online without paying anything: hugely important when the way you find out about jobs, apply for jobs or apply for benefits is increasingly migrating exclusively online. Librarians can help these people navigate that world.

I do not believe that all books will or should migrate onto screens: as Douglas Adams once pointed out, more than 20 years before the Kindle turned up, a physical book is like a shark. Sharks are old: there were sharks in the ocean before the dinosaurs. And the reason there are still sharks around is that sharks are better at being sharks than anything else is. Physical books are tough, hard to destroy, bath-resistant, solar-operated, feel good in your hand: they are good at being books, and there will always be a place for them. They belong in libraries, just as libraries have already become places you can get access to ebooks, and audiobooks and DVDs and web content. (Brikerts, 2004)

A library is a place that is a repository of information and gives every citizen equal access to it. Litercay is more important than ever before, in this world of text and email, a world of written information. We need to read and write, we need global citizens who can read comfortably, comprehend what they are reading, understand nuance, and make themselves understood.

Libraries really are the gates to the future. So it is unfortunate that, round the world, we observe local authorities seizing the opportunity to close libraries as an easy way to save money, without realizing what they are stealing from the future to pay for today. They are closing the gates that should be open. (Collins, 2010)

Books are the way that we comminicate with the dead. The way that we learn lessons from those who are no longer with us, that humanity has built on itself, progressed, made knowledge incremental rather than something that has to be relearned, over and over. There are tales that are older than most countries, tales that have long outlasted the cultures and the buildings in which they were first told. Reading has been shown to put our brains into a pleasureable trance-like state, similar to meditation, and it brings the same health benefits of deep relaxation and inner clam. Regular readers sleep better, have lower stress

levels, higher self-esteem, and lower rates of depression than non-readers. (Dickinson, Griffith, Golinkoff & Hirsh-Pasek, 2012)

Albert Einstein was asked once how we could make our children intelligent. His reply was both simple and wise. "If you want your children to be intelligent," he said, "read them fairy tales. If you want them to be more intelligent, read them more fairy tales." He understood the value of reading, and of imagining. I hope we can give our children a world in which they will read, and be read to, and imagine, and understand.

In the present age of Fitna, the best way to deal with the challenges is through research. Knowledge is a beacon of light in this age of darkness. Shaykh ul Islam Dr. Muhammad Tahir ul Qadri has equated book reading with direct companionship. He stated that one can directly get into the companionship of the author by delving into the world of books.

Therefore, books not only are source of information but knowledge that illuminates our minds and souls and makes our lives purposeful. It is a high time to restitute the culture of book reading which has been lost in this age of information and technology.

References:

Brikerts, S. (2004). The Truth about Reading: It's Easy to Blame Technology for Our Younger Generation's Declining Interest in Literature. but What, if Anything, Can Be Done about It? School Liberary Journal, 50(11), 50.

Dickinson, D.K., Griffith, J.A., Golinkoff, R.M., & Hirsh-Pasek, K. (2012). How reading books fosters language development around the world. Child development research, 2012.

Collins, J. (2010). Bring on the books for everybody: How literary culture becamce popular culture. Duke University Press. ☆☆☆☆☆

محترمہ عائشہ مبشر (زونل نگران سنٹرل پنجاب) کا کمالیہ میں سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام 26 ویں اجتماعی شادیوں کی تقریب

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
APRIL-2020
LAHORE
Regd CPL No.45

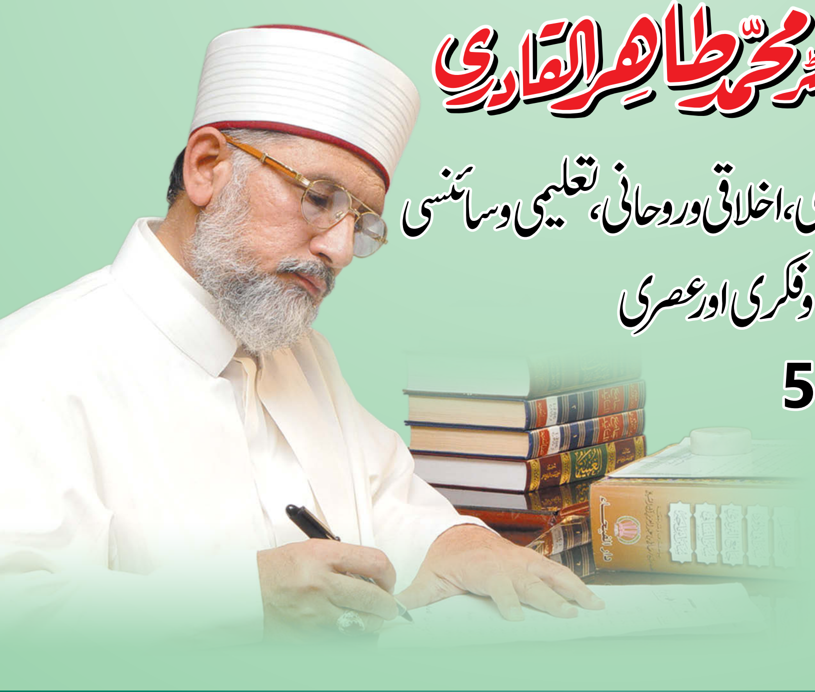

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی
فقہی و قانونی، انقلابی و فکری اور عصری
موضوعات پر 596
سے زائد کتب